هفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۲ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ
۲ جون ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ»، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَهٰذَا صَرِیْحٌ فِیْ اَنَّهٗ یَنْبَغِیْ اَنْ لَّا یَتَکَلَّمَ اِلَّا اِذَا کَانَ الْکَلَامُ خَیْرًا، وَهُوَ الَّذِیْ ظَهَرَتْ مَصْلَحَتُهٗ وَمَتٰی شَكَّ فِیْ ظُهُوْرِ الْمَصْلَحَةِ فَلَا یَتَکَلَّمُ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ تو اس کو خیر کی بات کرنی چاہیئے۔ یا پھر خاموش رہے (بخاری ومسلم) امام نووی فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث اس بیان میں صریح ہے۔ کہ نہ بولنا واجب اور ضروری ہے۔ مگر جب گفتگو میں خیر اور بھلائی ہو۔ اور وہ وہی کلام ہے کہ جس کے بیان میں کوئی (خاص) مصلحت موجود ہو۔ اور جس وقت مصلحت کے ظاہر ہونے میں شک وشبہ ہو تو پھر کلام نہ کرے۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ» مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مسلمانوں میں سے کون سا افضل ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سالم اور محفوظ رہیں (بخاری ومسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ «مَنْ یَّضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ»، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص مجھ کو اپنے دونوں کلوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں پیروں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی (حفاظت کی) ضمانت دے دے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہو جاؤں گا (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰی مَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بندہ بعض اوقات زبان سے خدا کی خوشنودی کی بات کرتا ہے۔ لیکن وہ بندہ اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا۔ اور خداوند تعالےٰ اس کے بدلہ میں اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ اور بعض اوقات بندہ اللہ تعالےٰ کی ناراضی کی بات کر بیٹھتا ہے۔ اور وہ اس حقیقت سے واقف نہیں ہوتا۔ اور وہ بات اس کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

وَعَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنِیْ بِاَمْرٍ اَعْتَصِمُ بِهٖ قَالَ: «قُلْ رَبِّیَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ»، قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَیَّ؟ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ ثُمَّ قَالَ: «...... هٰذَا» رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ترجمہ۔ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلایئے جس کو میں مضبوطی کے ساتھ پکڑ لوں آپ نے فرمایا کہو میرا رب اللہ تعالےٰ ہے۔ اور پھر اس پر مضبوطی سے جمے رہو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جن چیزوں کو آپ میرے لئے خوفناک خیال کرتے ہیں۔ وہ کون سی چیز ہے۔ آپ نے اپنی زبان کو پکڑا۔ اور فرمایا۔ یہ ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ «لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰهِ؛ فَاِنَّ کَثْرَةَ الْکَلَامِ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ! وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِیْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بغیر اللہ رب العزت کے ذکر کے زیادہ کلام نہ کیا کرو۔ اس لئے کہ بغیر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر کے زیادہ کلام کرنا یہ قلب کے لئے سختی کا باعث ہے۔ اور اللہ رب العزت سے سب سے زیادہ دور وہ انسان ہوگا۔ جو سخت دل والا ہے۔ (ترمذی)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ، وَشَرَّ مَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دو کلوں کے درمیان (زبان) کے شر اور دو پیروں کے درمیان (شرمگاہ) کے شر سے محفوظ رکھا۔ تو وہ شخص جنت میں داخل ہوا (ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا۔ اور کہا حدیث حسن ہے۔

شانِ رسولؐ کس کی زباں کر سکے بیاں
بالاتر از شعور مقامِ رسولؐ ہے
تصدیق باللساں بھی ضروری سہی مگر
مومن ہے وہ جو دل سے غلامِ رسولؐ ہے
مضطر یہ سب وسائل ارضی ہیں جانکاہ
بس اک حیات آفریں نامِ رسولؐ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
ناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۲۲ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲ جون ۱۹۶۷ء | شمارہ ۵

اسرائیل کے ناسور کو کاٹ پھینکئے

ساری دنیا کی نگاہیں اس وقت مشرقِ وسطیٰ کی صورتِ حالات پر لگی ہوئی ہیں۔ صدر ناصر اپنے مؤقف پر ڈٹے ہوئے ہیں اور انہیں ڈٹے رہنا بھی چاہئے کیونکہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اسرائیل کا وجود عرب ممالک کے سینے پر ایک خطرناک اور رستا ہوا ناسور ہے اور جتنی جلدی اسے کاٹ پھینکا جائے اسی قدر بہتر اور عرب مفاد کے لئے سود مند ہے۔ یہ بات پوری طرح ثابت ہو چکی ہے کہ امریکہ اور برطانیہ مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں اور ان سے کسی وقت بھی مسلمانوں کو نفع کی امید نہیں ہو سکتی خود ارشادِ باری بھی یہی ہے کہ یہود و نصاریٰ ہرگز مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ اور ظاہر ہے ارشاد باری کسی حال میں بھی غلط نہیں ہو سکتا۔ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز میں غلطی کا امکان ہے اس میں تبدیلی ممکن ہے لیکن خداوند قدوس کا فرمان اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ خدا کا فیصلہ اٹل اور امرٹ ہے اور ہر قسم کی ترمیم و تحریف اور تبدیلی سے پاک ہے۔ پس جو لوگ ان دشمنانِ دین سے توقعات وابستہ کئے ہوتے ہیں ان کی ناؤ کبھی کنارے نہیں لگ سکتی ——— صدر ناصر نے قرآنی آیات کی روشنی میں ٹھیک کہا ہے کہ مغربی سامراج ہمارا سب سے بدترین دشمن ہے اور ہمیں اس سے کسی چیز کی توقع نہیں ——— وہ اس حقیقت کو خوب سمجھے ہوئے ہیں کہ جب تک مغربی سامراج کا یہ شوخ و شنگ بچہ اسرائیل کی شکل میں موجود ہے اور اس کا ٹینٹوا پوری طرح جوان ہونے سے پہلے پہلے نہیں دبا دیا جاتا عرب ملکوں کی بقا کو ہر گھڑی خطرہ لاحق ہے ——— یہودیوں کی ریشہ دوانیاں، روائتی مکاریاں، ان کی دولت، اُن کے وسائل اُن کا سازشی ذہن اور ان کی پشت پر مغربی سامراج کی عسکری طاقت اور دغا بازیاں عرب مسلمانوں کے لئے تپ دق سے کم نہیں۔ اس سے بڑا حادثہ اور مکاری اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک خاص عقیدے کے انداز کو یورپی استعمار نے امریکہ، کینیڈا، جرمنی، پولینڈ، چیکوسلواکیہ وغیرہ ممالک سے درآمد کر کے عربوں کا ایک خطہ اُن کے حوالے کر دیا۔ اور مشرقِ وسطیٰ کے مسلمانوں کے قلب میں خنجر پیوست کر دیا۔ خود ہندوستان سے بھی یہودی نقل مکانی کر کے اسرائیل گئے تھے جس کی بناء پر مہاتما گاندھی نے سنہ ۱۹۳۸ع میں یہودی تحریک کے بارے میں یہ الفاظ کہے تھے:-

"مجھے یہودیوں سے ہمدردی ہے لیکن ان کے لئے قومی وطن کا مطالبہ میرے نزدیک ناقابلِ فہم ہے۔ فلسطین عربوں کا ہے اسی طرح جیسے انگلینڈ انگریزوں کے لئے اور فرانس فرانسیسیوں کے لئے ہے۔ حیرت یہ ہے کہ یہ یہودی دوسرے ممالک میں اپنے گھروں کو چھوڑ کر اسرائیل میں جا کر کیوں آباد ہوئے ہیں۔ کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ اُن کے پاس دو جگہ رہنے کے گھر ہوں تاکہ جب جہاں چاہیں رہ سکیں۔ بائبل میں جس فلسطین کا ذکر آیا ہے آج کا جغرافیائی فلسطین وہ نہیں ——— وہ فلسطین تو نقشہ پر بھی نہیں اُن کے دلوں میں ہے لیکن اگر اس کے باوجود وہ موجودہ فلسطین کو اپنا قومی وطن تصور کرتے ہیں تو اُن کی حماقت ہے۔ اگر انہوں نے برطانوی سنگینوں اور توپوں کے سایہ میں فلسطین پر آباد ہونے کی کوشش کی تو دوسری مجبوریوں کے علاوہ انہیں سخت عرب مزاحمت کا سامنا کرنا ہوگا"۔

چنانچہ آج بھی دنیا کے بہت سے ممالک میں رہنے والے یہودی برطانوی اور امریکی سنگینوں کے سائے میں اسرائیل میں آباد ہو رہے ہیں اور عرب ان کی برابر مزاحمت کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس ہزارہا مسلمان عربوں کو فلسطین سے جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ اور وہ غریب الدیار مختلف عرب ممالک میں ریگستانوں کی خاک چھان رہے ہیں۔ غرض ہر وہ شخص جسے خدا تعالیٰ نے شعور کی دولت اور دیانت سے بہرہ ور کیا ہے اور وہ اسرائیل کے مقاصد و مطالب اور سامراجی طاقتوں کے اغراض و افکار کو جانتا ہے اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا کہ اسرائیل اس صدی کا سب سے بڑا سیاسی المیہ ہے۔ تمام دنیا جانتی ہے اور یہ امر اب کسی سے مخفی نہیں رہا کہ اسرائیل پورا شام، پورا لبنان، پورا اردن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ٹرکی سے اسکندریہ، سعودی عرب سے بالائی حجاز، نجد کا علاقہ اور مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ ہڑپ کر لینے کے خواب دیکھ رہا ہے اور اس کے پیشِ نظر جو وسیع سلطنت کا خاکہ ہے وہ عرب ملکوں کی ہلاکت اور انہیں صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کا نقشہ ہے۔ چنانچہ یہودیوں کے ان ناپاک عزائم کے ردِّ عمل کے طور پر جو موجودہ صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے وہ اچانک نہیں بلکہ ناگزیر ہے۔ صدر ناصر کو اس بات سے قطع نظر کہ بعض غلط فہمیوں کی بناء پر ابھی تک ان کا ذہن پاکستان کے معاملہ میں پوری طرح صاف نہیں۔ خدا نے فہم و دانش، باریک بینی، سیاسی سوجھ بوجھ اور جرأت و مردانگی سے بہرۂ وافر عطا فرمایا ہے اور وہ مغربی سامراج کی سیہ کاریوں کو خوب سمجھتے اور ان کا منہ توڑ جواب دینا جانتے ہیں۔ مردِ قلندر نے خلیج عقبہ کی ناکہ بندی کا اقدام غلط نہیں کیا بلکہ ہر اعتبار سے یہ اقدام برمحل، انتہائی درست اور وقت کا اہم تقاضا ہے۔ وہ ہر لحاظ سے اس اقدام کے مجاز ہیں اور انہیں حق پہنچتا ہے کہ اسرائیل کے ناسور کو کاٹ پھینکنے کے لئے یہی قدم اٹھائیں۔ امریکہ اور برطانیہ کا انتباہ بالکل

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

مجلس ذکر

۷ر صفر المظفر ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۸ر مئی ۱۹۶۷ء

قرآن مجید کو

پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ۔ خالد سلیم ایم۔ اے

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

- اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے۔ کہ ہمیں مل بیٹھ کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں مزید ذکر اللہ اور نیک اعمال کی دولت نصیب فرمائے۔ اور کسی شامت عمل کی وجہ سے اس نعمت سے محروم نہ فرمائے۔ (آمین)

اس دنیا کی گم کردہ راہوں اور اس لادینی و بے حیائی کے دور میں ایمان کو بچانا مشکل ہو گیا ہے۔ آج مسلمان اپنا مقصد حیات بھول گئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی زندگی کا نصب العین ہی بدل لیا ہے۔ ماضی قریب میں صبح سویرے گھر میں نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن پاک ہوتی تھی۔ بچے۔ بوڑھے۔ عورتیں اور مرد سب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔ آج خدا کی نافرمانی کی سزا اور مار ہے۔ کہ صبح ۹ بجے سے پہلے بستر سے نہیں اُٹھتے اور جو پہلے اُٹھ بیٹھتے بھی ہیں وہ نماز و تلاوت کے قریب تک نہیں جاتے (الا ما شاء اللہ) آج صبح اُٹھنے کے بعد بستر میں چائے پی جاتی ہے۔ اور پھر تلاوت قرآن پاک کی بجائے اخبار پڑھا جاتا ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو کہیں تو مسلمان اور کام کریں۔ سب اللہ اور اس کے رسولؐ کی مرضی کے خلاف۔ صبح کی نماز اور تلاوت کا چھوٹ جانا یہ اللہ تعالیٰ کی دنیا میں سزا اور پھٹکار ہے۔

حضرات! ابھی وقت ہے سنبھلنے کا۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا۔ اور اپنے گناہوں کو معاف کروانے کا۔ میں اخبار پڑھنے کا مخالف نہیں ہوں۔ بلکہ نماز فجر اور تلاوت قرآن کی جگہ اخبار پڑھنے کا مخالف ہوں اخبار پڑھنے کے لئے سارا دن تھوڑا ہے۔

ہماری والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا معمول تھا۔ کہ تہجد کے وقت اُٹھ کر مصلے پر بیٹھتیں اور نماز فجر کے بعد ۵ پارے قرآن مجید کے پڑھ کر اُٹھتیں۔ وہ فرماتی تھیں کہ اخبار بھی کوئی پڑھنے کی چیز ہے۔ اس کو نہ پڑھا کرو۔ کیونکہ جب بھی اخبار دیکھو بُری باتیں ہی سننے اور پڑھنے میں آتی ہیں۔ کہ کہیں قتل ہو گیا چوری ہو گئی۔ اور کہیں اغوا ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ اس میں کوئی اچھی بات نہیں لکھی ہوتی۔

انگریز کے زمانہ میں اتنی زیادہ بے حیائی بدکاری۔ اللہ کی نافرمانی۔ قتل و اغوا اور ڈکیتی کی وارداتیں نہیں ہوتی تھیں۔ جتنی آج اس ملک میں ہو رہی ہیں۔ انگریز کے زمانہ میں انصاف تھا۔ اگر کوئی جرم کرتا تھا۔ تو اس کو فوراً سزا ملتی تھی۔ لیکن آج ظلم و جرم انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ انگریز قانون پرست اور وقت کا پابند تھا۔ یہ قوم نہ خدا پرست ہے۔ نہ قانون پرست۔ اور وقت کی پابندی کو یہ جانتی ہی نہیں آج افسر خود دفتر میں ۱۰ بجے آتے ہیں۔ تو ماتحت طبقہ کیسے وقت پر آسکتا ہے؟ اسلام کو نقصان و ضعف پہنچا ہے۔ تو فقط مسلمان کے ہاتھوں ...... ہندو میں اتنی طاقت نہیں تھی۔ کہ وہ اسلام کو نقصان پہنچا سکے

مسجدوں کے پاس ہندو باجا بجایا کرتے تھے۔ تو نماز میں خلل پڑتا تھا۔ اور اور اس پر لڑائی ہوتی تھی۔ لیکن آج مسلمانوں کے باجا بجانے سے نہ نماز میں خلل پڑتا ہے۔ اور نہ دوسرے مسلمانوں کو بُرا لگتا ہے۔ آج مسجدوں کے آس پاس بلکہ مسجدوں کی دکانوں میں اونچی آواز میں ریڈیو چلتے رہتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز کے بعد غیر ضروری باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ اس لئے کہ رات کو دیر سے سونے سے کہیں فجر کی نماز قضا نہ ہو جائے۔ لیکن آج ہم میں سے اکثر کا حال یہ ہے۔ کہ راتوں کو اللہ کی نافرمانی۔ گپ بازیوں اور سینما دیکھنے میں گزار دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ قرآن مجید پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرتؒ کی عادت تھی کہ خود چپکے چپکے صدقہ و خیرات کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی بچوں سے ان کے ہاتھ سے صدقہ و خیرات کرواتے تھے۔ تاکہ ان کو یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ ہم بھی بڑے ہو کر صدقہ و خیرات کیا کریں۔ حضرتؒ روزانہ شام کو بچوں کو ساتھ شامل کر کے ذکر اللہ کرتے تھے۔

ہمارے محلہ کا ہی ایک واقعہ ہے کہ ایک امیر ترین آدمی نے اپنے بیٹے کو کہا۔ کہ بیٹا آج کالج پیدل چلے جاؤ یا تانگے پر چلے جاؤ۔ کیونکہ کار خراب ہے۔ بیٹے نے جواب دیا۔ کہ میں آج کالج نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ بغیر کار کے کالج جانا میری بے عزتی ہے۔ باپ نے کہا۔ کہ بیٹا ایک وہ وقت تھا کہ میرے والدین غریب تھے۔ اور میں مسجد میں جا کر روشنی میں پڑھا کرتا تھا۔ آج اگر کار نہیں ہے۔ تو کون سی حرج کی بات ہے۔ بیٹے نے جواب دیا۔ کہ ابا! تم غریب باپ کے بیٹے تھے۔ اور میں امیر باپ کا بیٹا ہوں
باپ کی وفات کے بعد اولاد میں ہر ایک کے حصہ ۱۸، ۱۸ لاکھ روپیہ آیا۔ لیکن اولاد نے سارا روپیہ ضائع کر دیا۔ اور پھر مانگنے تک نوبت آگئی

(باقی ص۶ پر)

۱۵؍صفر المظفر ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۶؍مئی ۱۹۶۷ء

سچا مسلمان وہ ہے جو

اللہ تعالےٰ کا مکمل فرمانبردار اور پورا اطاعت شعار ہو

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ قف
ترجمہ: یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

اسلام کے اصلی معنی سونپ دینے کے ہیں — "مذہب اسلام" کو بھی اسی لحاظ سے اسلام کہا جاتا ہے کہ ایک مسلم اپنے کو ہمہ تن خدائے واحد کے سپرد کر دینے اور اس کے احکام کے سامنے گردن ڈال دینے کا اقرار کرتا ہے — گویا 'اسلام' انقیاد و تسلیم کا اور مسلمانی حکم برداری کا دوسرا نام ہوا۔ یوں تو شروع سے اخیر تک تمام پیغمبر یہی مذہب اسلام لے کر آئے اور اپنے اپنے زمانے میں اپنی اپنی قوم کو مناسب وقت احکام پہنچا کر طاعت و فرمانبرداری اور خالص خدائے واحد کی پرستش کی طرف بلاتے رہے ہیں لیکن اس سلسلہ میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کو جو اکمل، جامع ترین، عالمگیر اور ناقابلِ تنسیخ ہدایات دیں وہ تمام شرائع سابقہ حقہ پر مع شئے زائد مشتمل ہونے کی وجہ سے خصوصی رنگ میں اسلام کے نام سے موسوم و ملقب ہوئیں — بہر حال اس آیت میں نصارٰی نجران کے سامنے خصوصاً اور تمام اقوام و ملل کے سامنے عموماً اعلان کیا گیا ہے کہ دین و مذہب صرف ایک ہی چیز کا نام ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ بندہ دل و جان سے اپنے کو خداوند قدوس کے سپرد کر دے اور جس وقت جو حکم اس کی طرف سے پائے بے چون و چرا گردن تسلیم جھکا دے۔ اب جو لوگ خدا کے لئے بیٹے پوتے تجویز کریں، مسیح و مریم کی تصویریں اور صلیب کی لکڑی کو پوجیں، خنزیر کھائیں، آدمی کو خدا یا خدا کو آدمی بنا دیں، انبیاء و اولیاء کو قتل کر ڈالنا معمولی بات سمجھیں، دینِ حق کو مٹانے کی ناپاک کوششوں میں لگے رہیں، موسٰےؑ و مسیحؑ کی بشارات کے موافق جو پیغمبر اُن دونوں سے بڑھ کر شان و نشان دکھلاتا ہوا آیا جان بوجھ کر اس کی تکذیب اور اس کے لائے ہوئے کلام و احکام سے ٹھٹھا کریں یا جو بے وقوف پتھروں، درختوں، ستاروں اور چاند سورج کے آگے سجدہ کریں اور حلال و حرام کا معیار محض ہوائے نفس کو ٹھہرا لیں کیا ان میں کوئی جماعت اس لائق ہے کہ اپنے کو مسلم اور ملتِ ابراہیمی کا پیرو کہہ سکے —؟ العیاذ باللہ۔

حاصل

یہ نکلا کہ "الاسلام" کے سوا کوئی دین اللہ کے نزدیک مقبول نہیں — دینِ حقیقی یہی ہے جو ایک ہی ہے اور تمام رسولوں کی مشترک تعلیم ہے لیکن اسے جامع ترین اور مکمل طور پر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا ہے۔ اب اس کے مقابلہ پر کوئی دین یا انسانی ساخت کی گروہ بندی عنداللہ مقبول نہیں۔ اور سچا مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کا کامل فرمانبردار ہو۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ط وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ (۳:۸۵)

ترجمہ: اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین چاہے گا تو یاد رکھو اس کی راہ کبھی قبول نہیں کی جائے گی اور وہ آخرت کے دن دیکھے گا کہ تباہ ہونے والوں میں سے ہے۔

بزرگانِ محترم! لغت کی ورق گردانی کیجئے تو سونپنا، تفویض کرنا، اپنے کو کسی کے سپرد کر دینا اور کسی کے حوالے کر کے اس کے آگے گردن ڈال دینا، اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور احکام کی بجا آوری کیلئے سر جھکا دینا یہ سب معانی لفظِ اسلام کے نظر آئیں گے۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کے مذہب کو بھی اسلام اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کامل طور پر اللہ کے فرمانبردار اور اطاعت شعار ہوتے ہیں اور ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں — غرض مسلمان وہ ہے اور اسلام کا تابعدار وہی کہلا سکتا ہے جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے اور اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے اپنا سر جھکا دے۔ اسی وجہ سے رحمتِ دو عالم جناب محمد مصطفٰے!

صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی مثال ایک فرمانبردار اونٹ کے ساتھ دی ہے کہ جب اس کو بٹھاؤ بیٹھ جاتا ہے اور جب اس کو اٹھاؤ تو وہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

بہرحال اسلام اللہ تعالےٰ کا بھیجا ہوا مذہب ہے اور مادیات اور روحانیات دونوں پر مشتمل ہے اس لئے اس سے بہتر کوئی مذہب نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس انسانی عقل اور سوسائٹی جو مذہب بھی تجویز کرے گی اس میں ہرگز اتنی جامعیت نہیں ہو سکتی اور نہ وہ اتنی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے جو خود خالق کائنات اور مالکِ عباد اپنے بندوں کے لیئے تجویز کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسلام کو اپنا پسندیدہ اور مقبول مذہب فرمایا ہے۔

محترم حضرات! تمام انبیاءؑ کی تاریخ پڑھ جایئے۔ آپ کو یہ بات صاف اور واضح نظر آئے گی کہ سب نبی یہی مذہب اسلام لے کر آئے اور اپنی اپنی امتوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام دے کر خالص توحید کی طرف بلاتے رہے لیکن نبیؐ آخر الزمان امام الانبیاءؑ والمرسلین رحمۃ اللعالمین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو جو مکمل، جامع ترین اور عالمگیر احکام و ہدایات دیں وہ قدیم شریعتوں سے کئی لحاظ سے فوقیت رکھتی ہیں اس لئے وہ ایک خصوصی رنگ میں اسلام کے نام سے موسوم ہوئیں اور اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل تابعداری اور آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے ہی کا نام اسلام ہے۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے کامل اور فرمانبردار بندے تھے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال سب کے سامنے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا وطن چھوڑا، نمرود ایسے قاہر و جابر بادشاہ کا مقابلہ کیا، دودھ پیتے بچے اور بیوی کو رضائے الٰہی کی خاطر بے برگ وگیاہ وادی میں تنہا چھوڑ کر چل دیئے اور چہیتے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لیئے تیار ہو گئے۔ یہ سب باتیں تسلیم و رضا میں آپ کی مستعدی اور کامل فرمانبرداری کی آئینہ دار ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنانِ خدا کی اذیتیں برداشت کیں، وطن سے ہجرت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا۔ ساری زندگی تبلیغِ دین اور مجاہدہ و ریاضت میں وقف فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنے ستائے گئے جتنا آپؐ سے پہلے کوئی نبی نہیں ستایا گیا تھا یہ تمام باتیں آپؐ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کو ظاہر کرتی ہیں اور ان کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں اور یہ انبیاء و رسل کے امام ہیں اس لئے یہی وہ مقدس ہستی ہیں جو عالم انسانی کے لئے ہر لحاظ سے قابلِ تقلید ہیں اور انہی کی پیروی کرنے کا نام اسلام ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے (آمین)

محترم حضرات! آپ تاریخ عالم کو کھنگال جایئے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح آپ کے سامنے آئے گی کہ جتنی مقبولیت اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دی ہے اتنی اور کسی نبی اور رسول کو نہیں دی۔ نیز جتنی اصلاح خلق اللہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ہوئی ہے اور جو عالمگیریت کی شان رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے وہ اپنے کسی دوسرے پیغمبر کو عطا نہیں فرمائی — تاریخ گواہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت دنیا کو حق کا پیغام پہنچایا۔ اس وقت دنیا بے شمار خرابیوں میں مبتلا تھی ان تمام خرابیوں کی جڑ حقوق اللہ سے ناواقفیت اور حقوق العباد سے بے خبری تھی — نہ تو دنیا اس بات سے واقف تھی کہ ایک انسان پر اللہ تعالےٰ کا کیا حق ہے اور نہ دنیا کو اس بات کا علم تھا کہ ایک انسان پر دوسرے انسان کا کیا حق ہے اور انسانوں کو آپس میں کس طرح رہنا اور بسنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف دنیا میں بت پرستی اور خدا کے ساتھ شرک ہو رہا تھا اور دوسری طرف عورتوں، بچیوں، غلاموں اور انسانیت پر ظلم ڈھایا جا رہا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو اللہ تعالےٰ کے حقوق بتلائے، توحید کا رنگ چڑھایا، دلوں میں خوف خدا بھرا اور انسانوں کے انسانوں پر حقوق سمجھائے، عورتوں کو عزت بخشی، بچیوں کو رحمتِ ایزدی قرار دیا، غلاموں پر شفقت سکھائی، صلۂ رحمی کا درس دیا اور انسانیت کو معراجِ ترقی پر پہنچا دیا۔

غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی تلقین کی، خود دونوں حصوں پر بدرجۂ اتم عمل کیا، دنیا سے عمل کرایا اور کائنات کے رہنے والوں کو سب سے توڑ کر اللہ تعالےٰ سے جوڑ دیا اور اول المسلمین کا لقب پایا۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے اور سچا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں کامل فرمانبردار اور پورا اطاعت شعار بننے کی سعادت بخشے۔ آمین!

بقیہ مجلس ذکر

حضرتؒ رات کے اندھیرے میں ان کے گھر آٹے کی بوری کمبل ڈال کر بھیجتے تھے اور مجھے فرماتے کہ تم ۱۰ قدم آگے رہنا کہیں کسی کو پتہ نہ چلے۔ ہمیں اُن کی ذلت مقصود نہیں۔ بلکہ امداد مقصود ہے کیونکہ اُن کے والد مرحوم اچھے آدمی تھے۔

آج بھی کئی ایسے لاکھ پتی اور کروڑ پتی ہیں۔ جو دولت کے غرور میں مست ہیں۔ ان کو اللہ اور اس کے رسولؐ کا کوئی خیال نہیں۔ اور نہ ہی ان کو رفاہ عامہ کے کام کرنے اور دین کی خدمت کی توفیق ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیک کام کرنے اور اللہ کے دیئے ہوئے مال و دولت میں اسی کی راہ پر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ سب کچھ بننا آسان ہے۔ مگر سب سے مشکل بننا ہے انسان۔ انسان بناتا ہے فقط قرآن اور انسانیت کا نمونہ ہیں حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اگر خوف خدا نہیں ہے۔ تو انسان سے بڑھ کر کوئی موذی اور ظالم درندہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد کثرت سے کرنے اور اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا کرنے اور انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ (آمین)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میرے بزرگو اور میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ آج پھر ہم چند بھائی اللہ کا کلام سننے کے لئے اور سنانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

صحیح حدیث ہے ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے، پڑھانے کے لئے کافی دیر سے تشریف لائے ــــــ ویسے مسئلہ بھی یہی ہے کہ اگر کوئی خاص ضرورت نہ ہو تو عشاء کی نماز جتنی دیر سے پڑھی جائے اتنی ہی بہتر ہے تاکہ نماز پڑھنے کے بعد انسان فوراً سو جائے۔ دنیا کی باتوں میں یا انسان اپنے کسی قصے میں نہ پڑے اور وہ پھر سحری کے وقت اللہ تعالےٰ کے حضور عبادت کرنے کے لئے نیند سے بیدار ہو جاتے۔ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن خلافِ معمول کچھ دیر کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے۔ صحابہ کرامؓ اپنی حالت یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اونگھتے تھے اور ہم پر نیند کا بوجھ سوار تھا، ہمارے سر لٹکے ہوئے تھے۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو نماز پڑھانے سے پہلے ایک بشارت دی۔ فرمایا کہ اس وقت ساری روئے زمین پر تمہارے مقام اور مرتبے کا کوئی انسان موجود نہیں کہ دنیا والے اپنے آراموں میں سو چکے ہونگے یا کسی اور شغل میں مشغول ہوں گے۔ لیکن تم وہ خوش نصیب انسان ہو کہ اللہ کے گھر میں اس انتظار میں بیٹھے ہو کہ ہمارے امام، امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور ہم ان کی اقتداء میں اپنے رب کے سامنے سربسجود ہو جائیں۔

تو میرے بزرگو! یہ حقیقت ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اس میں کوئی ریاکاری نہیں۔ وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ؕ اپنے رب کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے رہنا چاہئے اور ان نعمتوں کو بیان کرنا چاہئے۔ ریاکاری اور چیز ہوتی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ خاص طور پر مجھ جیسے گنہگار انسان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے آپ دوستوں کی برکت سے اور محنت سے مجھے بھی یہ موقع عطا فرما دیا۔ کہ ہر مہینے کے آخری اتوار کو یہاں تھوڑی دیر کے لئے قرآن مجید سننے اور سنانے کی محفل قائم ہو جاتی ہے اور آپ بھائیوں کو بھی اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ اس نے آپ پر بہت بڑا احسان کیا۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس قرب و جوار کے علاقے میں کہیں ایسی مجلس کا اہتمام نہیں کہ اتوار کے دن دس بجے سے لے کر گیارہ بجے تک قرآن مجید سننے اور سنانے کا خصوصی طور پہ ایسا اہتمام ہو کہ کسی بھی صورت میں ناغہ نہ ہو سکے۔ یہ شرف اللہ تعالےٰ نے آپ دوستوں کو عطا فرمایا۔ اللہ اس کو قبول فرمائے اور اللہ اس میں اور برکت پیدا فرمائے۔

اسی نظام کے ماتحت میں نے آج جو آیتیں پڑھی ہیں سورتِ اعراف کا پہلا رکوع ہے۔ گذشتہ درس میں وقت تمہید ہی میں گذر گیا تھا۔ اعراف میں کون لوگ جائیں گے؟ میں نے اس پر تین اقوال آپ کے سامنے پیش کئے تھے۔ مزید اقوال بھی ہو سکتے ہیں ــــــ اور ہیں ــــــ لیکن میرے اور آپ کے سمجھنے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔

سورتِ الاعراف مکی سورت ہے اور مکی سورتوں میں زیادہ طور پہ توحید، رسالت، قیامت اور قرآن کی صداقت کا بیان ہوتا ہے ــــــ تو اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ نے اس سورت میں بھی توحید، رسالت، قیامت اور قرآن کی صداقت کے مسائل بیان کرتے ہوئے پہلی قوموں کی تباہی کے مناظر کچھ پیش فرمائے، آنے والے حالات کو پیش فرمایا کہ دارین کی سعادت اب اگر تم چاہتے ہو تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہے۔ آگے آجائیگا انشاء اللہ العزیز۔ جب کبھی آپ قرآن پورا پڑھنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ تو اسی سورتِ اعراف کے آخر میں آتا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب اللہ کے حضور پہنچے اپنی قوم کے چند افراد کو لے کر توبہ کرنے کے لئے، ان کی توبہ کو قبول کرانے کے لئے، تو جب ان کی توبہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں قبول ہوگئی تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ بے پایاں کا دریا جوش میں ہے تو آپ نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی وَاکۡتُبۡ لَنَا فِیۡ ہٰذِہِ الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ یا اللہ! میرے لئے وَاکۡتُبۡ لَنَا، یعنی میری امت کے لئے (لَنَا جمع کا صیغہ ہے) ہمارے لئے، میری امت کے لئے، اس دنیا میں بھی بہتری لکھ دے وَفِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ اور قیامت میں بھی بہتری لکھ دے۔ میری امت کے دونوں جہان بہتر ہو جائیں۔ یہ جہان بھی اور اگلا جہان بھی۔ تو جواب میں ارشاد فرمایا قَالَ عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ اَشَآءُ ۚ وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ فَسَاَکۡتُبُہَا لِلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۚ اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَہُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ ۫ فرمایا کہ اے موسیٰ! میں تیری امت کے ساتھ جو برتاؤ رحمت کے کر رہا ہوں یہ الگ ہے لیکن دونوں جہانوں کی بہتریاں، دونوں جہانوں کی رحمتیں، دونوں جہانوں کی خوشنودیاں اور حسنات، یہ میں اُس نبی اُمّی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کو دوں گا جو آخر الزمان نبی ہے جس کا اسم گرامی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تو اس سورتِ اعراف میں چونکہ وہ چیزیں بھی آ رہی ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے ان تمام باتوں کو ایمان بالغیب کی وجہ سے پہلے اس سورت کو حروفِ مقطعات کے ساتھ شروع کیا ــــــ میں سورت بقرہ

کے شروع میں عرض کر چکا ہوں کہ جن سورتوں میں ایسے مسائل کو بیان کیا جاتا ہے، عقائد اور نظریات کو بیان کیا جاتا ہے جو انسانی ذہن میں، ہمارے اس ناقص ذہن میں جلدی سمجھ نہیں آسکتے۔ تو سورتِ اعراف میں بھی چونکہ یہی مسائل آ رہے ہیں اس لئے رب العالمین عزّ اسمہٗ نے اس کی ابتداء میں حروفِ مقطعات کو ارشاد فرمایا۔ فرمایا الٓمّٓصٓ ۝ یہ چار کلمے ہیں۔ الف، لام، میم، صاد۔ اب اس کا معنیٰ کیا ہے؟ میں شروع میں عرض کر چکا ہوں کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ راسخون فی العلم۔ جو علماء علم میں پکے ہیں، پختہ ہیں وہ ان حروف کے معانی اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیتے ہیں کہ یہ کنایات ہیں، اشارات ہیں، اللہ تعالےٰ جانتے ہیں کہ ان حروف سے کیا مراد ہے یا جن کو اللہ تعالےٰ نے بتا دیا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانتے ہونگے ہم اسی بات کے مکلف ہیں کہ ہم اس کو مانیں کہ الٓمّٓصٓ یہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اور یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جس طرح تم الٓمّٓصٓ کے معنیٰ نہ جاننے کے باوجود ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کی بات سمجھتے ہو۔ اسی طرح جو اس سورت میں مضامین آ رہے ہیں ہو سکتا ہے کہ تمہارے ناقص ذہن میں وہ باتیں نہ آئیں لیکن تم ان کو مان لینا کیونکہ وہ میرا حکم ہوگا، میرا کلام ہوگا۔ اور بندے کا کام یہی ہے کہ اپنے مولا کی بات کو تسلیم کرے خواہ اس کے ذہن میں وہ بات آ جائے یا نہ آ سکے۔ تو اس سورتِ مقدسہ کے شروع میں بھی الٓمّٓصٓ کو لائے۔ تاکہ اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جائے کہ آنے والے مسائل کا تعلق ایمان بالغیب کے ساتھ ہے۔

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ ۔ كِتٰبٌ (یہ تنوین تعظیم کے لئے ہے) اے میرے حبیب! یہ قرآن مجید بہت بڑی کتاب ہے، آخری کتاب، اُم الکتاب، کِتَابٌ عَزِیْزٌ، غالب آنے والی کتاب، ایسی کتاب جو کبھی دنیا سے نہیں مٹ سکتی، ایسی کتاب جو دنیا میں زیادہ لکھی جائے گی۔ کتاب کا معنی ہے۔ مکتوب لکھا ہوا کلام،

میرے دوستو! قرآن کریم کے ناموں میں بھی اعجاز ہے۔ لفظ قرآن کے متعلق میں پہلے بہت کچھ عرض کر چکا ہوں۔ قرآن مجید کا نام ہمارے محاورے میں موجود ہے۔ قرآن — یا قرآن میں لفظ قرآن آتا ہے۔ ہماری بولی میں بھی ہم قرآن مجید کہتے ہیں۔ ویسے قرآن مجید کے اور نام بھی صفاتی طور پر ہیں۔ تو لفظ قرآن میں بھی اعجاز ہے۔ قرآن کا معنی کیا ہے؟ پڑھنا۔ یعنی وہ کتاب جس کو مکے والے سننا نہیں چاہتے تھے، جس کو پڑھنے والے چند صحابہ تھے، جن کو ہم انگلیوں پر گن سکتے ہیں، ظاہر طور پر، لیکن اُس وقت بھی قرآن نے کہا کہ اے دنیا والو! میرا نام قرآن ہے، دنیا میں جتنی تلاوت میری کی جائے گی اتنی اور کسی کتاب کی نہیں کی جائے گی۔ آج دیکھ لیں الحمدللہ رمضان کا بابرکت مہینہ ہے۔ دیکھ لیں کسی کتاب کو یہ وقعت حاصل ہے؟ تورات کو، انجیل کو، زبور کو، غیر آسمانی کتابوں میں وید کو، گرنتھ کو یا دنیا کے کسی دستور کو، کسی قانون کو، کسی انسائیکلوپیڈیا کو، کسی بھی کتاب کو یہ فوقیت حاصل ہے؟ کہ اُن کے ماننے والے وضو کریں طہارت کریں اور پھر بڑے ادب کے ساتھ اکٹھے ہو کر، ایک پڑھے۔ اور باقی سنیں، کسی کو یہ حاصل ہے۔ سوائے مسلمان کے؟ الحمد للہ اللہ نے ہمیں مسلمان بنایا، اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام سے نوازا۔ آج دنیا بھر میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں — خواہ تھوڑے ہیں یا زیادہ ہیں — کوئی پورا قرآن سن رہا ہے، کوئی تھوڑا قرآن سن رہا ہے، کوئی دس سورتیں سن رہا ہے لیکن تاہم قرآن سننے کے جذبات آج موجود ہیں۔

میرے بزرگو! یہ بڑی برکت کا مہینہ ہے۔ جس میں اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو فرشتوں کی صفات سے موصوف ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ فرشتوں کے پاس کیا ہے؟ نہ کھانا نہ پینا، نہ بیوی بچوں کا غم کرنا، معاشرت سے دور ہیں، بیوی ہے ہی نہیں، کھانا پینا نہیں، ازدواجی تعلقات نہیں فرشتوں کے اور اُن کی خوراک کیا ہے؟ تسبیح اور تحلیل۔ تو رمضان میں کیا کرتا ہے؟ سارا دن بھر، صبح سے لے کر شام تک نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ ازدواجی تعلقات قائم کر سکتا ہے۔ رات کو کیا کرتا ہے؟ قرآن پڑھتا ہے۔ اب اندازہ لگائیں کہ ملکوتی صفات آئے کہ نہیں؟ دن کو روزہ، رات کو قرآن پڑھنا اس لئے صحیح حدیث ہے، امام الانبیاء فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ عید کے دن جب مسلمان روزے پورے کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کے سامنے اللہ کے حکم کے ماتحت خوشی مناتے ہیں جسے ہم عید الفطر کہتے ہیں۔ اور پھر عید الفطر کے وقت اللہ تعالےٰ کے حضور اپنے ہاتھ پھیلا کر دعا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! دیکھو یہ میرے بندے کیا مجھ سے مانگتے ہیں؟ (حالانکہ اللہ تعالیٰ تو علیم اور خبیر ہیں۔ لیکن چونکہ آدم علیہ السلام کی خلافت کے وقت فرشتوں نے یہ بات عرض کی تھی۔ اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ؟ اے اللہ! تو اس زمین میں اسے خلیفہ بناتا ہے جو فساد کرے گا؟ تو اللہ تعالےٰ فرشتوں کو منتظر بناتے ہیں۔ کہ دیکھو میری عظمت اور میرے علم کو تم نہیں پا سکتے ہیں نے جس آدم کو خلیفہ بنایا، دیکھو اُسی کی اولاد میرے سامنے سر بسجود ہوتی ہے

اب آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو میرے بزرگو دنیا میں تشریف لاتے ہی اربہا سال گزر چکے ہوں گے، کسی کو پتہ ہی نہیں کب تشریف لائے تھے دنیا میں، یہ دنیا میں تاریخیں ہوتی ہیں۔ میزانیئے ہوتے ہیں عموماً غلط بھی ہوتے ہیں۔ بہرکیف آج بھی آدم کی اولاد (ہم سب آدمی ہیں — آدم کی اولاد) جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہے۔ آج بھی خداوند قدوس کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں اور یہ دن کو جو ہم روزہ رکھتے ہیں۔ راتوں کو قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، قرآن سنتے ہیں، یہ کس لئے؟ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے امیدوار ہیں خدا کے سامنے اپنی مرادوں کی جھولیاں پھیلاتے ہیں۔

تو فرشتے عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ انہوں نے تیری عبادت کی اور آج تجھ سے اپنی عبادت کے بعد چند درخواستیں لے کر تیرے حضور میں پیش ہوتے ہیں۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ الفاظ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ

ایم۔ ایس قریشی ماڈل ٹاؤن لاہور

خداوندِ عالم کا نظامِ ربوبیت اور ولادت نبویہ
علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

مادیات و روحانیت پر فاعل مختار ایک ہی ہستی ہے۔ اور وہ خدا ہے، مگر مادیات میں خدائے برتر کے جاری کردہ قانونِ فطرت کا ہم شب و روز مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ ہم کو محسوس نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس عالم روحانیت حواسِ خمسہ سے بلند، احساسات تعقل و تفکر کا محتاج ہے، یہاں وجدان و شعور جب عقل و فکر کو راہنما بناتے اور پھر دونوں راہنما ریب و شک سے محفوظ و سلیم بن کر راہنمائی کا حق ادا کرتے ہیں تو انسان کے سامنے یہ ایک حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ کہ خدائے واحد کی احدیت و یکتائی عالم مادیات و روحانیات میں ایک ہی قسم کے قانونِ فطرت کو نافذ رکھتی ہے اب اگر ذرا غور و فکر سے کام لیا جائے۔ تو یہ حقیقت ہر جگہ ابھری ہوئی ملے گی۔ کہ ذات واحد کے سوا کائنات کی ہر شے کے لئے دو ہی حدیں مقرر ہیں آغاز و انجام، اور درمیان کی تمام کڑیاں نشو و نما اور ارتقا کے لئے واقف ہیں ایک چیز شروع ہوتی۔ درمیانی دور میں ترقی پذیر رہتی اور پھر حدِ کمال کو پہنچ کر اپنی ضرورت کو پورا کر دیتی ہے اسکو انجام اور شروع کو آغاز کہتے ہیں

روحانیت میں بھی یہی سلسلہ جاری ہے، نسل انسان کا جب حضرت آدمؑ سے آغاز ہوا۔ تو مادی وجود کے ساتھ خدا کی معرفت یعنی خدا پرستی کی امانت کو بھی ساتھ لایا۔ وہ اگر ایک جانب ابو البشر یعنی نسل انسانی کے مادی باپ تھے۔ تو دوسری جانب خدا کی بخشی ہوئی ہدایت و صداقت کے لئے نبی پیغامبر اور روحانی باپ بھی تھے۔ جب خدا کی ہستی ایک، اس کی بنیادی صداقت و ہدایت کا پیغام بھی ایک ہے۔ تو ضروری ہوا کہ نوع انسانی کی رشد و ہدایت اور خدا پرستی کی بنیادی تعلیم کا سلسلہ بھی ایک ہی لڑی میں پرو دیا جائے۔ اور آغاز سے انجام تک اس سلسلہ کی تمام کڑیاں ایک دوسرے سے اس طرح وابستہ ہوں۔ کہ ان میں سے کسی ایک کی بھی تکذیب گویا پورے سلسلۂ روحانیت کی تکذیب سمجھی جائے، چنانچہ اس حقیقت کو قرآن نے اپنے الفاظ میں یوں وانکشاف فرمایا۔

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ، ہم ایمان و تصدیق میں خدا کے کسی ایک پیغمبر کے درمیان بھی تفریق جائز نہیں رکھتے۔ اور دوسرے مقام پر قوم عاد و ثمود کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کَذَّبَتْ عَادُ ۣالْمُرْسَلِیْنَ، کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ۔ عاد نے تمام رسولوں کو جھٹلایا اور ثمود نے بھی سب کی تکذیب کی حالانکہ انہوں نے تو صرف نبی وقت کو ماننے سے انکار کیا۔ تو قرآن نے ایک نبیؑ کی تکذیب کو سب انبیاء کو نہ ماننے کے مرادف قرار دیا

پھر اس سلسلہ روحانیت کی اگرچہ تمام کڑیاں ایک دوسرے سے وابستہ و پیوستہ ہیں۔ مگر آغاز.... نشو و نما اور دور کمال و انجام کے پیش نظر اسی طرح باہم فرق مراتب رکھتی ہیں۔ جس کا مشاہدہ ہم مادیات میں دیکھتے ہیں۔ اور جس کو ہم فطری کہتے ہیں، اور ان درجات و مراتب میں بھی درجہ کمال کو جس سے کہ انجام کی سرحد ملتی ہے۔ سب سے زیادہ رفعت و بلندی حاصل ہوتی ہے، کیونکہ وہی اس کا سلسلہ محور و مرکز اور قطب رحی (چکی کی کیل) ہوتا اور وابستہ و پیوستہ کی منزل مقصود سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وقال اللّٰہ تعالیٰ! تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ، مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ۔ یہ درجات و مراتب ہیں۔ اور ایک مقام پر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا۔ یہ انتہا و انجام اور دور کمال ہے، جس کی امامت کو آغاز سے بھی پہلے تسلیم کر دیا۔

جیسا کہ فرمایا۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ الخ آل عمران

چنانچہ کائنات کی ہر شے کی طرح خود عالم انسانی نے بھی اس ربع مسکوں پر عہد طفولیت گزارا ہے۔ اس وقت دنیائے انسانی ایک چھوٹے سے کنبے کی طرح آباد تھی اور نسل انسانی کا باپ ہی روحانی طبیب تھا۔ لیکن جب سلسلہ بود و ماند آہستہ آہستہ خاندانوں۔ برادریوں۔ قبیلوں سے بڑھ کر قوموں اور جغرافیائی نسلوں میں تقسیم ہونے لگا اور وحدت نے کثرت کی ہی شکل نہیں اختیار کر لی بلکہ کثرت میں تنوع پیدا ہونے لگا تو ان مادی نشو و نما اور ترقیوں کے ساتھ ساتھ روحانی رشد و ہدایت نے بھی نقطہ وحدت پر قائم رہتے ہوئے تنوع اور کثرت کی شکل اختیار کر لی۔ یعنی ہر ایک قوم و ملک میں جدا جدا ہادی و رہنما اور پیغمبر مبعوث ہونے لگے۔ بلکہ بعض حالات میں ایک قوم میں بیک وقت متعدد نبیوں نے دعوتِ حق میں ایک دوسرے کی اعانت کا فرض انجام دیا۔

اگرچہ ان کی دعوتوں کی بنیاد دراصل ایک ہی "اصل و بنیاد" پر قائم تھی، كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ الخ ابتداء میں ایسا تھا کہ لوگ الگ الگ گروہوں میں بٹے ہوئے نہ تھے۔ بلکہ ایک ہی قوم و جماعت تھے۔ پھر الگ الگ ٹولیاں بن گئیں۔ پس اللہ نے یکے بعد دیگرے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ یعنی خدا کی صداقت کا پیغام اگرچہ جدا جدا قوموں اور ملکوں میں مختلف نبیوں اور پیغمبروں کی زبانی پہنچایا جاتا رہا، لیکن ان کی اساس اور بنیاد وحدت پر قائم تھی۔ اسی لئے خدا کی وحدانیت اور اس کے پیغام کی اساسی وحدت کا تقاضا یہی تھا کہ ایک ایسا وقت آئے کہ مختلف دعوتیں اور پیغامات سمٹ کر یکجا ہو جائیں اور ایک مرکز پر آ جائیں کہ وہ تمام کائنات کے لئے بیک وقت رہتی دنیا تک ایک ہی پیغام بن کر اپنی نمود دکھلائے اور ایک ایسا پیغمبر مبعوث ہو۔ جس کی بعثت، بعثت عام ہو۔ اور جس کی دعوت، عالمگیر دعوت ہو تا کہ پھر اس تنوع اور کثرت کی ضرورت باقی نہ رہے، روحانی صدا بلند ہو۔ اور اس کی صدا کسی خاص قوم اور ملک کی بجائے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ

اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ

حاجی کمال الدین مدرس کارپوریشن لاہور

"یہی (منافقین) وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ کچھ نہ کرو یہاں تک یہ آپ ہی (خرچ نہ ملنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے) منتشر ہو جائیں گے۔ اور دبے وقوف یہ نہیں جانتے کہ) اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں سب خزانے آسمانوں اور زمینوں کے، لیکن یہ منافق (احمق ہیں) سمجھتے نہیں ہیں۔"

(قرآن عزیز۔ سورۂ منافقون)

متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اور اس کی ذریات نے کہا کہ یہ لوگ جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جمع ہیں ان کی اعانت کرنا چھوڑ دی جائے یہ بھوک سے پریشان ہو کر خود بخود منتشر ہو جائیں گے۔ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

یہ بالکل حق بات ہے۔ روزمرہ کا مشاہدہ ہے اور بارہا مرتبہ اس کا تجربہ بھی ہوا ہے کہ جب بھی کسی نے دینی کام کرنے والوں کے متعلق عناد اور بد باطنیت سے لوگوں نے یا کسی خاص فرد نے اعانت روکی تو اللہ جل شانہٗ نے اپنے لطف وکرم سے دوسرا دروازہ کھول دیا۔ یہ ہر شخص کو یقین کے ساتھ سمجھ لینا چاہئے کہ روزی اللہ تعالیٰ نے اپنے اور صرف اپنے ہی قبضہ میں رکھی ہے وہ کسی کے باپ کے بند کرنے سے بھی بند نہیں ہوتی۔ البتہ بند کرنے والے دین کی اعانت سے ہاتھ روک کر آخرت میں اللہ جل شانہٗ کے ہاں جواب دینے کے لئے تیار ہو جائیں جہاں نہ جھوٹ چل سکتا ہے کہ ہماری یہ غرض تھی اور وہ غرض تھی۔ نہ کوئی بیرسٹر یا وکیل کام دے سکتا ہے۔ فرضی حیلے تراش کر اللہ کے اور دین کے کاموں سے پہلو تہی کرنے سے بجز اس کے کہ اپنی ہی عاقبت خراب کی جائے اور کوئی فائدہ نہیں۔ ذاتی عناد اور دنیاوی اغراض فاسدہ کی وجہ سے کسی دین کا کام کرنے والے کی اعانت سے ہاتھ روکنا یا دوسروں کو روکنا اپنا ہی نقصان کرنا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی مدد سے ایسے وقت پہلوتہی کرے جب کہ اس کی آبرو گرائی جا رہی ہو اس کا احترام توڑا جا رہا ہو تو حق تعالےٰ شانہٗ اس کی مدد کرنے سے ایسے وقت میں بے التفاتی فرماتے ہیں جبکہ یہ کسی مدد کرنے والے کی مدد کا خواہش مند ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل امت کے لئے شاہراہ ہے۔ ہر چیز میں اس کی کوشش ہر امتی کا فرض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کیا تھا اور اس راہ پہ چلنے کی حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ دشمنوں کی اعانت سے بھی دریغ نہ فرماتے تھے۔ خود یہی عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار جس قدر تکالیف پہنچا سکتا تھا اس نے کبھی دریغ نہ کیا۔ اسی شخص کا مقولہ اسی سفر کا جس میں آیت بالا نازل ہوئی ہے یہ ہے کہ جب ہم لوگ مدینہ پہنچ جائیں گے تو عزت دار لوگ یعنی ہم لوگ ان ذلیلوں کو (یعنی مسلمانوں کو) مدینہ سے نکال دیں گے۔ لیکن ان سب حالات کے باوجود اسی سفر سے واپسی کے چند روز بعد یہ بیمار ہوا تو اپنے بیٹے سے جو بہت بڑے پکے مسلمان تھے کہا کہ تم جا کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرے پاس بلا لاؤ ـــــ تمہارے بلانے سے وہ ضرور آ جائیں گے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باپ کی درخواست نقل کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت جوتے پہن کر ساتھ ہو لئے۔ جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس نے دیکھا تو رونے لگا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ اے اللہ کے دشمن کیا گھبرا گیا؟ اس نے کہا۔ کہ میں نے اس وقت آپ کو تبلیغ کے واسطے نہیں بلایا بلکہ اس واسطے بلایا ہے کہ اس وقت مجھ پر رحم کریں۔ یہ کلمہ سن کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ارشاد فرمایا کیا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ میری موت کا وقت قریب ہے ـــ جب میں مر جاؤں تو میرے غسل دینے میں آپ موجود ہوں اور اپنے ملبوس میں مجھے کفن دیں۔ اور میرے جنازے کے ساتھ قبر تک جائیں اور میری نماز جنازہ پڑھیں۔

حضورؐ نے اس کی ساری درخواستیں قبول فرمائیں جس پر آیۃ شریفہ ولا تصل علی احد منھم (سورہ توبہ) نازل ہوئی۔ جس میں حق تعالےٰ نے منافقین کے جنازہ کی نماز پڑھانے کی ممانعت فرمائی۔ یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ اور یہ کرم تھا ان کمینوں کے ساتھ جو کسی وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو ہر قسم کی تکالیف پہنچانے میں کمی نہ کرتے تھے۔

کیا ہم لوگ بھی اپنے دشمنوں کے ساتھ اس قسم کا کوئی معاملہ کر سکتے ہیں کہ اس جانی دشمن کی تکلیف کو دیکھ کر رحمۃ للعالمین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور جتنی فرمائشیں اس نے اپنے کفر کے باوجود کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کرم سے سب پوری کیں۔ اپنا کرتہ مبارک اتار کر اس کو کفن کے لئے مرحمت فرمایا اور بقیہ سب درخواستیں بھی پوری کیں۔ گو کفر کی وجہ سے اس کو کارآمد نہ ہو سکیں بلکہ آئندہ کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے انتہائی کرم کی ممانعت اتر آئی۔

افکار حکیم الامۃ امام ولی اللہ دہلویؒ

مرتب: عبدالحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی مشہور کتاب (حجۃ اللہ البالغہ) کے ایک باب میں فرماتے ہیں :-

"جان لو! کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو مدنی الطبع (تمدن اور اجتماعیت پسند) بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ نوع انسان کی بقا کے ساتھ بذریعہ توالد و تناسل متعلق ہوا، تو ضروری ٹھہرا کہ شریعت حصول نسل کے لئے مؤکد طور پر رغبت دلائے اور قطع نسل سے منع کرے اور ان تمام اسباب سے سختی کے ساتھ منع کر دے جو قطع نسل کی طرف لے جانے والے ہوں۔ حصول نسل کا سب سے بڑا سبب جس کی وجہ سے نسل انسانی وجود میں آتی ہے اور وہ نسل حاصل کرنے پر انسان کو ابھارتا اور برانگیختہ کرتا ہے وہ سبب "شہوت فرج" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو انسانوں پر مسلط کر دیا ہے۔ یہ "شہوانی جذبہ" انسان کو مغلوب کر دیتا ہے۔ اور اس پر اس طرح چھا جاتا ہے۔ کہ اس کو نسل کی تلاش میں دبا کر مغلوب و مقہور کر دیتا ہے خواہ انسان چاہیں یا نہ چاہیں۔ اب اگر اس طرح رسم جاری ہو جائے کہ لوگ "اغلام" کے ذریعہ ہی شہوت رانی کرنے لگ جائیں یا عورتوں کے ادبار میں مجامعت کرنے لگ جائیں تو یہ رسم اللہ تعالیٰ کے جاری کئے ہوئے قانون میں تبدیلی اور تغیر ہوگا۔ اس لئے کہ وہ چیز جو انسان پر مسلط کی گئی تھی تاکہ وہ اسے نسل تک پہنچائے۔ اس کو اپنے مقصود تک پہنچنے سے منع کر دیا گیا اور اسی سلسلہ میں نہایت ہی قبیح اور بری رسم "اغلام" ہے۔ اس سے دو طرفہ خلق اللہ میں تبدیلی لازم آتی ہے اور مردوں کا زنانہ پن اختیار کر لینا برے خصائل کے باب میں نہایت ہی بدترین اور قبیح خصلت ہے اور اسی طرح دیگر اسباب جو انقطاع نسل کا باعث ہوتے ہیں وہ بھی قبیح ہیں۔

وَکَذَالِکَ جُزْئِیَاتُ الرَّسْمِ بِقَطْعِ اَعْضَاءِ النَّسْلِ وَ اِسْتِعْمَالِ الْاَدْوِیَۃِ الْقَامِعَۃِ لِلْبَاءَۃِ وَغَیْرِھَا تغیرو لِخَلْقِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ فَنَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ کُلِّ ذَالِکَ۔

اور اسی طرح اعضاء تناسل کو قطع کرنے کا طریقہ جاری کرنا، اور ان ادویہ کو استعمال کرنا جو قوت باہ کو قطع کرتی ہیں اور اسی طرح ترک دُنیا (رہبانیت) وغیرہ، یہ سب اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو تبدیل کرنا ہے اور نسل کی طلب کو ترک کرنا ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے ان کی ادبار میں جماع نہ کرو۔ جو شخص عورت کی دُبر میں جماع کرے وہ ملعون ہے اور اسی طرح خصّی بننے سے اور ترکِ دنیا (رہبانیت) اور بے کار ہونے سے بھی آپؐ نے منع فرمایا۔ جس کا ذکر بکثرت احادیث میں موجود ہے۔

اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے جس میں عزل کی کراہت مذکور ہے۔ اس پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں عزل کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اگرچہ قطعی طور پر اسے حرام نہیں کہا گیا۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ مصالح مختلف ہوتے ہیں۔ پس لونڈی کے بارہ میں اس کے مالک کی ذاتی مصلحت اس کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ عزل کرے (کیونکہ لونڈی کے حاملہ ہونے اور پھر اولاد پیدا ہونے کی صورت میں وہ لونڈی اس کی خدمت نہ کر سکے گی) اور نوعی مصلحت یہ چاہتی ہے کہ یہ عزل نہ کرے تاکہ بکثرت اولاد پیدا ہو اور نسل قائم رہے۔

وَالنَّظْرُ اِلَی الْمَصْلِحَۃِ النَّوْعِیَّۃِ اَرْجَحُ مِنَ النَّظْرِ اِلَی الْمَصْلِحَۃِ الشَّخْصِیَّۃِ فِیْ عَامَّۃِ اَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ وَ التَّکْوِیْنِیَّۃِ۔

اور مصلحت نوعی کا لحاظ کرنا اللہ تعالیٰ کے عام احکام شرعیہ اور احکام تکوینیہ میں زیادہ راجح ہے بہ نسبت مصلحت شخصی کے۔

اسی طرح حجۃ اللہ البالغہ کے ایک دوسرے باب میں امام ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ لوگوں کے سامنے ان چیزوں کو اچھی طرح بیان کر دیں جو سلسلہ عبادت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہیں تاکہ لوگ انہیں لے لیں اور اسی طرح گناہ اور آثام کے قبیلے کی چیزیں بھی بیان کر دی ہیں تاکہ لوگ ان سے اجتناب اختیار کریں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جن "ارتفاقات" کو لوگوں کے لئے پسند فرمایا ہے وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دئے ہیں۔ تاکہ لوگ انہیں اختیار کریں اور ان کی اقتداء کریں۔"

اس سلسلہ میں شریعت کے بہت سے اصول و قوانین ہیں انہیں اصولوں میں سے ایک اصل (قانون) یہ ہے۔ "جب اللہ تعالیٰ نے اپنا دستورِ قدرت اس طرح جاری کیا کہ اسباب و علل کا سلسلہ اس نے اس طرح قائم فرما دیا ہے کہ وہ مسببات اور معلول تک پہنچاتے رہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ اور رحمت تامہ سے جو مصلحت مقصود ہے وہ پوری ہو۔ تو اس کا اقتضا یہ ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں ایسی تبدیلی

نہ کی جائے جو سنۃ اللہ کے خلاف ہو ان کے اندر ایسی تبدیلی خلافِ مصلحت شر اور فساد فی الارض ہوگا۔

اِقْتَضٰی ذٰلِكَ اَنْ یَکُوْنَ تَغَیُّرُ خَلْقِ اللّٰہِ شَرًّا وَ سَعْیًا فِی الْاِفْسَادِ وَ سَبَبًا لِتَرَشُّحِ النَّفْرَۃِ عَلَیْہِ مِنَ الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی۔

اس کا اقتضا یہ ہوا کہ خلق اللہ میں تغیر شر ہوگا اور فساد پھیلانے میں سعی ہوگی اور یہ سبب بن جائے گا کہ ملاءِ اعلیٰ کی طرف سے ایسے شخص پر نفرت (لعنت) کا ترشح (نزول) ہو۔

اب (اس تمہید کے بعد) جب اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسان کو پیدا کیا۔ اور اس کی پیدائش اس طرح نہیں کی۔ جس طرح کیڑے مکوڑوں کی پیدائش زمین سے ہوتی ہے (بلکہ توالد و تناسل کے ذریعہ ہی انسان وجود میں آتے ہیں۔) اور اللہ تعالیٰ کی حکمت چاہتی ہے کہ نوع انسان (زمین) پر باقی رہے (صرف اس کا بقا ہی نہیں) بلکہ مقصود یہ ہے کہ نوعِ انسان کے افراد خوب پھلیں پھولیں اور ان کا انتشار اور کثرت جہان میں ہو۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے قوائے تناسل انسان میں رکھ دئے اور ان کو ترغیب دی کہ نسل طلب کریں اور غلبۂ شہوت ان پر مسلط کر دیا۔ کہ اس طرح اللہ تعالےٰ اس بات کو پورا کر دے جس کو اس کی حکمتِ بالغہ چاہتی ہے۔ جب اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ راز آشکارا کر دیا اور آپ پر حقیقتِ حال روشن کر دی تو اس کا تقاضا تھا کہ اس راستہ (نسل) کو قطع کرنے سے منع کیا جائے اور ان قوتوں کو مہمل چھوڑ دینے سے بھی روک دیا جائے جو اس امر مطلوب (انتشار نسل انسانی) کا تقاضا کرتی ہیں اور اسی طرح ان قوتوں کو بے محل صرف کرنے سے بھی منع کیا جائے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی ہونے سے شدت کے ساتھ منع کر دیا۔ اور لواطت کو ملعون فعل قرار دیا۔ اور عزل کو بھی ناپسند فرمایا۔

خوب اچھی طرح جان لو کہ نوعِ انسان کے افراد کا مزاج جب صحیح و سلامت ہو اور ان کا مادہ (جسمانی ساخت) نوعی احکام ان کے افراد پر جاری کرنے سے مانع نہ ہو۔ اور یہ اس طرح کہ یہ افراد اسی ہیئت پر ہوں جو انسان کو دی گئی ہے۔ مثلاً مستقیم القامت ہونا۔ انسانی جلد کا نمایاں اور ظاہر ہونا اور اسی طرح اس کا ناطق ہونا اور اس ہیئت کو سب جانتے ہیں اور انسان جب اس کے مطابق پورے اتریں اور یہی انسان کے افراد کا نوعی حکم ہے اور اس کا مقتضا اور اثر ہے۔ اس کے افراد میں۔ اور مقام عالی (حظیرۃ القدس) میں اس بات کی طلب اور تقاضا پایا جاتا ہے کہ انواع باقی رہیں اور ان انواع کے اشباع (اشکال و افراد) زمین پر پائے جائیں۔ اسی وجہ سے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کتوں کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا اور پھر (کچھ عرصہ کے بعد جب پوری طرح لوگ کتوں سے متنفر ہوگئے تو) آپ نے ان کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔ اور یہ فرمایا کہ "یہ امتوں میں سے ایک امت ہے"۔ یعنی اللہ کی مخلوق میں سے ایک نوع ہے اور ان کی نوع کا تقاضا اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہے کہ یہ باقی رہیں۔ اب ان کے اشباح اور افراد کا زمین سے مٹا دینا اللہ تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں اور یہی نوعی اقتضا اس طرف لے جاتا ہے کہ افراد میں نوعی احکام پائے جائیں۔

فَمُنَاقَضَۃُ ھٰذَا الْاِقْتِضَاءِ وَالسَّعْیُ فِیْ رَدِّہٖ قَبِیْحٌ مُنَافِرٌ لِلْمَصْلَحَۃِ الْکُلِّیَّۃِ

اب اس نوعی تقاضے کا مقابلہ کرنا اور اس کو رد کرنے کی کوشش کرنا نہایت ہی قبیح ہے اور مصلحت کلیہ کے بالکل خلاف ہے۔

اور اسی قاعدہ (قانون) سے یہ حکم بھی نکالا جاتا ہے کہ انسان کے جسم میں ایسا تغیر کرنا جو نوعی حکم کے خلاف ہو ناجائز اور قبیح ہے جیسا خصی کرنا یا دانتوں کو مصنوعی خوبصورتی حاصل کرنے کے لئے رتوا کر ان میں فاصلہ بنانا یا چہرے کے بالوں کو اکھاڑنا وغیرہ (ایسا کرنے والوں کے متعلق احادیث میں لعنت وارد ہوئی ہے)

البتہ سرمہ لگانا یا بالوں میں کنگھی پھیرنا یہ نوعی احکام کے ظہور کے لئے اعانت ہے جو مقصود ہیں اور ان نوعی احکام کی موافقت ہے نہ کہ مخالفت"۔ واللہ اعلم۔

بقیہ: درسِ قرآن

علیہ وسلم کے کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اے فرشتو! تم گواہ رہو وَعِزَّتِیْ، وَجَلَالِیْ وَعُلُوِّیْ وَاِرْتِفَاعِیْ۔ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی، مجھے قسم ہے اپنے جلال کی، مجھے قسم ہے اپنی رفعت شان کی مجھے قسم ہے اپنی بلندی کی، تم اس بات پر گواہ رہو کہ ان کے میں نے سارے گناہ معاف کر دیئے۔

تو اس بابرکت مہینے میں ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ ویسے بھی قرآن پڑھا جاتا ہے تو قرآن کے لفظ میں بھی اعجاز ہے اسی طرح میرے بزرگو! لفظ کتاب میں بھی اعجاز ہے۔ قُرآنُ مجِید کو کِتٰبٌ کیوں فرمایا؟ کِتٰبٌ۔ یہاں بھی فرمایا۔ سورہ بقرہ کے شروع میں گزرا۔ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْکِتٰبُ تو یہ کتاب دنیا کی اور کتابوں سے ہر اعتبار سے الگ ہے۔ لفظ کتاب میں بھی وہ ممتاز ہے۔ دُنیا میں جتنی کتابت قرآن کی ہوتی ہے۔ اتنی کسی کی نہیں ہوتی یعنی قرآن مجید کو جتنا لکھا جاتا ہے۔ تفسیروں کی ہزارہا سے بھی زیادہ چھپے قرآن مجید کے نسخے ہزارہا سے زیادہ چھپتے ہیں، ہزارہا کیا بھلا کروڑوں سے زیادہ لکھے جاتے ہیں، چھپتے ہیں، آج تک کتابتیں ہو رہی ہیں۔ اور بالخصوص اس طریقے پر ان کو لکھنے والے لکھتے ہیں ہمارے ملک میں سونے کی تاروں کے ساتھ قرآن مجید کو لکھا جا رہا ہے۔ کتابی شکل میں۔

تو یہ کِتٰبٌ، بہت بڑی کتاب، بڑی عظمت والی کتاب۔ اس کے لفظ کتاب میں بھی اعجاز ہے۔ اُنْزِلَ اِلَیْكَ۔ اتاری گئی جناب کی طرف۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے۔ کِتٰبٌ۔ یہ کتاب، سب سے بڑی عظمت والی کتاب اُنْزِلَ اِلَیْكَ یہ جناب کی طرف اتاری گئی جب جناب کی طرف اتاری گئی عظمت والی کتاب، اُمّ الکتاب، سب کتابوں کی مبداء سب کتابوں کی ماں، سب کتابوں سے عظیم کتاب جناب کی طرف اتاری گئی۔

نور اللہ مرقدہ

قبلہ حضرت سرگودھوی کی بارگاہ علیا میں

(مولانا قاضی عبدالکریم، کلاچی)

(آخری قسط)

۱۰۔ آپ کا سیاسی عقیدہ

انگریزوں نے سالہا سال کی محنت کرکے اپنے خود ساختہ اولیاء اور اپنے ہی خود کاشتہ انبیاء علیہم ما علیہم کے ذریعے ہندی مسلمانوں میں یہ ذہن پیدا کرنے کی پوری کوشش کی کہ ملکی معاملات میں دخل دینا مذہبی تقویٰ اور خانقاہی تقدس کے خلاف ہے۔ ولی اللّٰہی علوم کے صحیح وارثین بزرگانِ دیوبند نے اس طلسم کو توڑا اور دینِ کامل کو زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہونے کا نظریہ سمجھایا۔ یہ صحیح ہے کہ ان بزرگوں میں بعض حضرات نے عملاً ملکی سیاسیات میں تھوڑا حصہ لیا اور تقسیم کار کے اصول پر اپنا زیادہ تر وقت مسلمانوں کی علمی خدمت اور اخلاقی اصلاح میں گذارا۔ لیکن ایک جم غفیر نے عملاً بھی اس میں نہ صرف یہ کہ بھرپور حصہ لیا بلکہ اس کام کا اپنے آپ کو صحیح راہنما اور قائد برحق ہونا بھی ثابت کیا۔۔۔۔ بہر حال اہل کفر یا آئین کفر کے لئے اہل ملک یا بعض کے نزدیک اہل اسلام "علی اختلاف الاحوال یا علی اختلاف الآراء" کو منظم کرنا اور اہل حق کی جماعت سے مسلمانوں کو وابستہ کرنے کی تلقین کرنا سب کے نزدیک ایک اجماعی اور متفق علیہ مسئلہ رہا۔۔۔۔ اور سب حضرات نے اس کے لئے پوری جدو جہد فرمائی۔۔۔۔ اسلاف دیوبند کے صحیح جانشین کی حیثیت سے حضرت الاستاذ المرحوم نے بھی (۱) اگرچہ پوری زندگی قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شغل میں گذاری اور اولاد امجاد اور مدرسہ عالیہ سراج العلوم سرگودھا جیسے علمی مرکز کو اپنی علمی شغف کا شاہد عدل بنا کر چھوڑ گئے (۲) اسی طرح رشد و ہدایت کا خانقاہی رنگ بھی اگرچہ بحمد اللہ تسر الناظرین کا مصداق رہا۔

اور آپ نے گزشتہ اوراق میں اہل اللہ کا قلبی احترام اور کمالات اہل کمال کی قدردانی کے عنوانات میں آپ کے نفس زکیہ کا واقعات کے آئینہ میں اندازہ بھی لگا لیا ہوگا۔۔۔۔

لیکن آپ نے اس پر اکتفا نہیں فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا گیا ہے۔ حریص علیکم اللہ کا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری ہدایت پر بیحد حریص ہیں۔

غالباً غزوہ بدر ہی کی بات ہے کہ جب ایک ایک اونٹ پر کئی مجاہد باری باری سوار ہوتے تھے اور مساوات اسلامی کی معجزانہ مثال قائم کرتے ہوتے سید الاولین والآخرین شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں بھی دو صحابی رض شریک تھے۔ اور انہوں نے عرض کیا حضرت! آپ نہ اتریں ہم ہی آپ کی جگہ چلتے رہیں گے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں۔ اور نہ میں درجات آخرت کا تم سے کم حریص"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں علماء حق میں بھی یہی جذبہ موجزن رہا ہے۔ انہوں نے انواع حسنات میں صرف ایک ہی نوع پر اکتفا نہیں فرمایا۔ وہ صرف ایک ہی جانب سے مدافعت کو کافی نہیں سمجھتے رہے۔ بلکہ درجات آخرت کو بڑھانے کے لئے دائیں بائیں آگے اور پیچھے ہر طرف سے خدمت دین کے لئے تیر، تلوار، نیزہ اور تفنگ تعلیم، تبلیغ، تنظیم، تقریر اور تحریر غرض ہر قوت کو حسب استطاعت اور حسب ضرورت استعمال کرنے کا عرص فرماتے رہے ہیں۔

حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی اصحاب عزیمت کی طرح مسلمانوں کی صرف درسگاہی اور خانقاہی خدمت پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ دین و ملت کے خلاف اقتدار کے مورچوں سے جو حملے ہوتے رہے ان کی مدافعت میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ اخبارات نے آپ کی جو مفصل اور مختصر سوانح عمری لکھی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ انگریز کے دور میں آپ نے دشمن اسلام کے مقابلہ کے لئے خلافت کمیٹی اور احرار کا ساتھ دیا۔ اور پاکستان بن جانے کے بعد تو ہماری آنکھوں دیکھی بات ہے کہ ملک میں اسلامی نظام کو قائم کرنے کے لئے آپ نے

جمعیت علماء اسلام کی سرپرستی

فرمانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مجلس عاملہ کے رکن رکین رہے۔ عائلی قوانین پر تبصرہ کرنے کے لئے ہفت رکنی کمیٹی کے روح رواں شمالی پنجاب جمعیۃ علماء اسلام کے کامیاب امیر، سرگودھا جمعیۃ کو اس حد تک بام عروج پر پہنچایا کہ مرکزی دفتر لاہور کے علاوہ پورے مغربی پاکستان کی مرکزی میٹنگ یا ملتان میں ہوتی اور یا پھر صرف سرگودھا میں۔۔۔۔ جمعیۃ علماء اسلام کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے میں پیش پیش رہے کہ گزشتہ انتخابات میں قومی اسمبلی کی سیٹ پر مقابلہ کرنے کے لئے اسی پنجاب کی سرزمین پر جسے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی وقت ارض الجواسیس اور معسکر فرنگی وغیرہ القاب سے یاد کیا تھا تمام نتائج سے بے پروا ہو کر خود بنفس نفیس آگے بڑھے اور جمعیۃ کے فیصلہ پر عمل کرنے کو ایک دینی خدمت سمجھنے کی بہترین مثال قائم فرمائی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جمعیۃ کی نشاۃ ثانیہ سے پہلے مجلس عمل نے تحفظ ختم نبوت کے لئے سردھڑ کی بازی لگائی تو آپ صف اول کے مجاہدین میں گرفتار ہوئے۔ اور نو ماہ تک باہمہ ضعف و پیری اور ناز پروردہ زندگی قید و بند کی صعوبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے سنت یوسفی علی صاحبہا وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کی یاد تازہ کر دی۔ فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

حاصل یہ کہ آپ کے عقیدہ میں ملک میں اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے تنظیم قائم کرنا نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ ضروری تھا خود اس پر عمل فرمایا اور جمعیت علماء اسلام ہی کی سیاسی تنظیم کو برحق جانا اور یہی آپ کے متبعین کا عمل ہونا چاہیئے۔

تکملہ —— آپ کا ایک مکتوب

آخر میں بطور تکملہ تبرکاً آپ کا ایک مکتوب نقل کیا جاتا ہے۔ مکتوبات بزرگوں کی بہترین میراث ہوتی ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس سلسلہ میں حضرت مرحوم کے منتسبین اور متوسلین و متعلقین میں کون صاحب زیادہ خوش قسمت واقع ہوئے ہیں۔ آپ کے سب سے زیادہ قریب تر اور معتمد علیہ شاگرد اور خلیفہ استاد محترم حضرت مولانا صالح محمد صاحب مدظلہ کے متعلق تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ آپ تو علی الدوام ملازم صحبت رہ چکے ہیں نصف ملاقات کے خواہاں تو بام حرم سے دور افتادگاں ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ حاضرین خدمت ؎

آں راکہ در سرائے نگاریست فارغ است
از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

ع وفی الشمس مایغنیک عن زحل — سورج کے ہوتے ہوئے تاروں سے روشنی لینے کی کیا ضرورت ہے۔

باقی حضرات اہل تعلق کا ہمیں علم نہیں کہ ان کے پاس مکتوبات محفوظ ہیں یا نہیں۔ احقر سے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں فارسی میں خط لکھتا رہوں گا تو جواب سے سرفراز ہوتا رہوں گا۔ فارسی شکر است کا مقولہ مشہور ہے اور حضرتؒ اپنے حسن ذوق سے شکر خوری کے عادی تھے ہی میرے آباء و اجداد رحمہم اللہ تعالیٰ چونکہ فارسی کلام کا خاص ذوق رکھتے تھے۔ ہمارے مورث اعلیٰ اخوندزادہ ملا اصل الدین صاحبؒ جو یہاں کلاچی میں سب سے پہلے آنے والے ہیں کی مہر پر درج ذیل عبارت کندہ تھی۔ ؎

مرا در ہر دو عالم این یقین است
ز دنیا دین احمدؐ اصل دین است

آپ کے صاحبزادے قاضی احمد صاحبؒ جو مجاہد اعظم حضرت سید احمد صاحب شہیدؒ کی تحریک جہاد کے خاموش اور غیر معروف رکن معلوم ہوتے ہیں ان کی مہر یہ تھی ع

دارد امید شفاعت ز محمدؐ احمدؐ

اور آپ کے صاحبزادے قاضی محمد اکرم صاحبؒ کی یہ ع

در ہر دو جہاں است محمدؐ اکرم

آپ کے خلف رشید اخوندزادہ ملا محمد مسکین صاحبؒ سے متعلق کوئی شعر ذہن میں نہیں مگر ہمارے جد امجد اور آپ کے صاحبزادہ قاضی عبدالغفار صاحبؒ کی تو ایک مستقل قلمی انشاء موجود ہے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان صاحبؒ کے وصال پر آپ نے جو مرثیہ لکھا تھا وہ فوائد عثمانیہ میں چھپا ہوا ہے اور جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے ؎

ہزار آہ کہ شد مختفی خور عرفاں
بزرگ و شاہ جہاں خواجہ حضرت عثمانؒ
بگفت مرثیہ ہذا ز جوش دل غمناک
حزین و غم زدہ عبدالغفار پر نقصان

آپ نے اپنے فرزند نازنین والدی الماجد حضرت مولانا قاضی نجم الدین قبلہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس خاطر علم صرف میں ایک فارسی رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے جس کا حمد و ثناء پر مشتمل مقدمہ منظوم ہے اور صنعت براعۃ استہلال کے طور پر اس میں اسم فعل حرف ثلاثی رباعی خماسی مجرد مزید لازم اور متعدی تمام صرفیانہ اصطلاحات آگئے اس مناجاتی مقدمہ کے اول اور آخر کا شعر یہ ہے ؎

کریما باز گرداں خاطرم را
بیمن اسم اعظم از ہوا ہا

اور ؎

ورودا مین رسد بر ذات آں پاکؐ
کہ بر فرقش در آمد تاج لولاک

سیدی والدی الماجد حضرت مولانا قاضی محمد نجم الدین صاحبؒ نے شعر گوئی کا شغل تو نہیں رکھا تاہم حسب موقعہ مضمون کو موزوں کرنے سے دلچسپی ضرور رکھتے تھے۔ مخدومی حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحب جالندھری دامت برکاتہم کے غالباً بھائی صاحبؒ کی وفات پر آپ نے فرمایا تھا ؎

فانیست جہاں ہیچ نماند بجز از خیر
کافی است مرا در دو جہاں خیر محمدؐ

ایک کتاب پر آپ کی یہ تحریر موجود ہے ؎

دین احمدؐ را یقیں کن نجم دیں
منکر او از شیاطیں بد تریں

اپنے مکاتیب میں بھی رقت انگیز فارسی اشعار کا عام طور پر استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اپنے معظم اور محبوب شیخ مولانا حضرت نور المشائخ قدس اللہ سرہٗ کو ایک خط میں لکھا ؎

خوش می پری بلند فراموشیت مباد
از حال ما کہ خستہ پریم و شکستہ بال

ایک دوسرے مکتوب میں لکھا ؎

ما خود بگرد دامن مردے نمی رسیم
شاید کہ گرد دامن مردے بما رسد

ایک اور خط میں تحریر فرمایا: ؎

اگرچہ نیک نیم خاک پائے نیکانم
عجب کہ خشک بماند سفال ریحانم

ایک منقش گلاس میں یہ شعر کندہ کرایا۔ اور یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت اقدس موصوف قدس سرہٗ کو بطور ہدیہ بھیجا یا حضرت الاستاذ سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ شعر یہ تھا ؎

روان تشنۂ ما را بجرعۂ دریاب
کہ مے دہند زلال خضر بجام جمت

موقعہ سے یاد آیا کہ کسی موقعہ پر حضرت الاستاذ سرگودھویؒ نے لفظ خضر کے تلفظ میں خضر بفتح الخاء وکسر الضاء کی اصلاح فرمائی تھی۔ قارئین سے معذرت کے ساتھ نغمۂ "فی الطنبور" دو ایک تک بندیاں اپنی بھی لکھتا جاؤں تاکہ قافیۂ گل یا قرین السعداء بحیث لا یشقی جلیسہم بننے کی سعادت حاصل کر سکوں۔ استاذ الہند والحجاز شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر "اشک ہائے غم" میں یہ دو شعر بھی ہیں ؎

از وصال شیخ وقت ایں دل حزیں
چوں بدامن اشک بود اندوہگیں
ہاتفش گفتہ کہ آں سلطان دیں
رفت از دنیا و شد سدرہ نشیں

۱ ۹ ۵ ۷ ءٔ

مولانا حضرت نور المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے جانشین ضیاء المشائخ حضرت محمد ابراہیم جان آغا دامت برکاتہم کی خدمت میں نذرانہ عقیدت میں یہ دعا اور التجا بھی شامل ہے ؎

بعمر خضر شوی شرق و غرب را سلطان
کسے نخواست ترا خستہ باد در دو جہان
بہ شکر آنکہ خدا داشتہ است سرافراز
طفیل نور مشائخ نگارہ لطف انداز

بہرحال اس خاندانی ذوق کے ماتحت حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کو ایک فارسی عریضہ لکھا تو از راہ ہمت افزائی اس پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد ہوا کہ فارسی میں خط لکھتے رہو گے تو جواب دیتا رہوں گا۔ دو چار دفعہ حکم کی تعمیل ہوئی تو حضرتؒ نے جواب سے سرفراز بھی فرمایا لیکن میری نالائقی کہ ان صحیفہائے شفقت کو محفوظ نہ رکھ سکا۔

تعارف وتبصرہ

مضطر گجراتی ۔ بی ۔ اے

ہفت روزہ جہاں نما لاہور ۔ فی پرچہ ۶۰ پیسے سالانہ ۳۰ روپے

یہ رسالہ سیاسی ہونے کے باوجود شعر وادب کا بھی مواد پیش کرتا ہے ۔ اس کے بغیر کوئی رسالہ چل بھی نہیں سکتا ۔ اس لئے کہ دورِ حاضر میں سیاست ادب سے الگ رہ کر اپنے وجود کا مؤثر تحفظ نہیں کرسکتی ۔

زیر نظر شمارہ ۲۴ مئی ۱۹۶۷ء کا ہے ۔ جس کے سرورق کو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر سے زینت دی گئی ہے ۔ اور پرچے میں حضرتؒ پر پروفیسر محمد سرور اور چوہدری محمد یوسف کے دو تعارفی مضمونوں کے علاوہ جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور کے تاثرات بھی جو انہوں نے اپنے والد مغفور کے بارے میں ایک انٹرویو میں ظاہر کئے تھے شامل ہیں ۔

پرچے کے تمام مضامین اپنی جگہ دلچسپ اور معلومات افزا ہیں .... مذہبی اور ادبی مضامین نے اسے اور بھی تنوع بخش دیا ہے ۔ اگرچہ مضامین پر تنقید مقصود نہیں ۔ لیکن سرسری نظر ڈالنے پر ایک آدھ جگہ ایسی غلطی دیکھنے میں آئی ہے ۔ جس کی تصحیح ضروری ہے ۔ مثال کے طور پر صفحہ ۱۶ کالم ۳ میں حضرت شیخ التفسیرؒ سے یہ قول منسوب کیا گیا ہے ۔

"مرشد کو عبادت سے رسولؐ کو اطاعت سے اور مخلوق کو خدمت سے راضی رکھو"

ظاہر ہے ۔ کہ مرشد کا لفظ سہو کتابت سے درج ہوگیا ہے ۔ ورنہ کوئی مسلمان مرشد کو عبادت سے راضی رکھنے پر راضی نہیں ہوسکتا اصل لفظ "اللہ" ہے ۔ ہم مدیر جہاں نما سے امید کرتے ہیں ۔ کہ وہ آئندہ شمارے میں اس غلطی کی تصحیح شائع کردیں گے ۔

متذکرہ بالا مضامین میں ایک اور بہت بڑی کمی رہ گئی ہے ۔ وہ یہ کہ حضرت شیخ التفسیرؒ کا جاری کردہ رسالہ خدام الدین تقریباً ۱۳ سال سے باقاعدگی سے دینی خدمت سرانجام دے رہا ہے ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مشن ہی اسلام کی آواز کو بلند رکھنا تھا جو اس پرچے کے ذریعے پورا ہوتا رہا ۔ تعجب ہے کہ جہاں نما نے کہیں بھی اس کا ذکر نہیں کیا

پرچہ ملنے کا پتہ ٹمپل روڈ پوسٹ بکس ۱۶۲ لاہور سے منگوائیے

نام کتاب ۔ قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ
ضخامت ۔ ۸۰ صفحات ۔ کتابت و طباعت آفسٹ
قیمت ۵۰ پیسے
مصنف ۔ مولانا محمد منظور نعمانی
ملنے کا پتہ ۔ مکتبہ تعمیر حیات چوک رنگ محل لاہور

قادیانیت کو سر اٹھائے نصف صدی سے کچھ زائد عرصہ گزر چکا ہے ۔ اس دوران میں اس کے انسداد کی کیا کیا کوششیں علمائے اسلام کی طرف سے عمل میں لائی گئیں ، اُن کا تفصیلی جائزہ پیش کرنا یہاں مقصود نہیں ، البتہ اختصار کے طور پر یہ کہہ دینا کافی ہوگا ۔ کہ حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کی جماعت نے اس فتنے کے استیصال کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں ۔ جن کے نتیجے میں ایک مدت تک مرزائیت کی سرگرمیاں سرد پڑی رہیں لیکن یہ فتنہ اندر ہی اندر پھر پاؤں پسار رہا ہے ۔ جس سے سیدھے سادھے مسلمانوں کا اس میں مبتلا ہوجانا بعید از توقع نہیں ۔ اہل علم تو اس دام میں نہیں آسکتے ۔ لیکن عوام کو عام فہم مگر مؤثر انداز میں اس کے خطرات سے آگاہ کرنا آج بھی ضروری ہے ۔ جیسا کہ اب سے برسوں پہلے تھا ۔ مولانا منظور نعمانی صاحب نے زیر نظر کتابچہ میں اس ضرورت کو بدرجہ اتم پورا کردیا ہے ۔ یہ کتابچہ دراصل مولانا موصوف کی ایک نجی مجلس کی گفتگو ہے ۔ جس میں چار ایسی اصولی باتیں وضاحت سے بیان فرمائی گئی ہیں ۔ جنہیں مرزائیت کو جانچنے اور پرکھنے کا جامع معیار کہنا بالکل صحیح ہوگا ۔ اس کتابچے میں مرزائیت کا جائزہ اور کذب و صداقت میں فرق کرنے کا جو مدلل انداز اختیار کیا گیا ہے ۔ وہ مولانا ہی کا حصہ ہے ۔ جس پر وہ یقیناً ہمارے شکریے کے مستحق ہیں ۔ ہر مسلمان کو اس پمفلٹ کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئیے ۔

●

آسان عربی قاعدہ ۔ ۴۸ صفحات
مولفہ ۔ ایم جے آغا خاں ۔ ایم اے ۔ بی ٹی

عربی زبان ہماری دینی زبان ہے ۔ جب تک ہم اس زبان سے واقف نہ ہوں ۔ قرآن پاک اور حدیث شریف کے احکام سے آگاہ نہیں ہوسکتے ۔ اس لئے اس زبان کا سیکھنا ہمارا پہلا فرض ہے ۔ طلبہ کو اختیاری مضامین کے انتخاب میں خاص طور پر عربی کو ترجیح دینی چاہئیے ۔ آغا صاحب نے عربی سیکھنے والوں کی خاطر یہ قاعدہ عربی زبان کی تمام خصوصیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرتب کیا ہے ۔ جو مبتدیوں کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہے طلباء کے لئے یہ قاعدہ نعمت سے کم نہیں ۔ صرف ۲۷ پیسے کے ٹکٹ بھیج کر مکتبہ جدوجہد ریلوے روڈ لاہور سے مفت طلب کریں ۔

ماہنامہ البلاغ ۔ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
فی پرچہ ۔ ۵۰ پیسے

یہ ماہنامہ جناب محمد تقی عثمانی استاذ دارالعلوم کراچی کی ادارت اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی میں اپریل کے مہینے سے شائع ہونا شروع ہوا ہے ۔ اس کا پہلا شمارہ ہمارے زیر نظر ہے ۔ ملک کے مشہور علماء اور اہل قلم نے اس کے اجرا کا خیر مقدم کیا ہے ۔ جن کی آرا شامل شمارہ ہیں ۔ مضمون نگاروں میں مولانا رفیع عثمانی ۔ مفتی ولی حسن ٹونکی ، مولانا شمس الحق ، جیسے اہل علم وقلم کے اسمائے گرامی کے علاوہ خود مدیر البلاغ کے تراشے اور حضرت مفتی پاکستان مولانا محمد شفیع مدظلہ کے نوادر قلم نظر آتے ہیں اول تو مفتی صاحب کی سرپرستی ہی البلاغ کی ثقاہت و وقعت کی کافی دلیل ہے ۔ پھر اس کے ساتھ فاضل مدیر کی محنت قابل داد ہے ۔ اور تمام مضامین متنوع بصیرت افروز اور بنہایت دلچسپ ہیں ۔ کتابت و طباعت کی نفاست کاغذ کی عمدگی اور جاذب و دلکش ٹائیٹل کی موجودگی سونے پر سہاگے کے مترادف ہے ایسے دور میں جب کہ نگاہیں رنگا رنگ تصویروں اور ذہنی تعیش کے سامانوں کو نہ صرف دیکھنے بلکہ ڈھونڈنے کی عادی ہوچکی ہیں ۔ دین و آخرت کے مضامین پر رسالہ جاری کرنا ، آندھیوں میں چراغ جلانے سے کم نہیں ۔ کاغذ کی گرانی اور عوام کی بے ذوقی حالات کی نامساعدت کو جس قدر بڑھا رہی ہے ۔ وہ بھی ظاہر ہے ۔ یہ فقط اہل علم اور اصحاب شریعت کی ہمتیں ہیں ۔ کہ اللہ تعالےٰ کی نصرت و تائید سے طوفانوں اور ہنگاموں میں بھی قال اللہ وقال الرسول کی آواز کو بلند رکھتی ہیں ۔

ہم البلاغ کا خیر مقدم کرتے ہیں ۔ اور دین پسند طبقوں سے امید کرتے ہیں ۔ کہ وہ اس کی خاطر خواہ قدر کریں گے ۔ یہ سطور لکھی جاچکی تھیں ۔ کہ البلاغ کا دوسرا شمارہ بھی ہم تک پہنچ گیا ۔ جو صوری اور معنوی محاسن کے اعتبار سے پہلے شمارے سے بھی بڑھا ہوا ہے ۔

(مضطر گجراتی)

دردِ دل ، ذوقِ نظر ، سوزِ یقین پیدا کرو
دوستو حُبِّ امام المرسلین پیدا کرو
زندگی فانی ہے ، فانی چیز کا کیا اعتبار
جو رہے باقی وہ خلقِ بہترین پیدا کرو
کون ہوگا قبر کی تاریک منزل میں رفیق ؟
اس سے آگاہی کی خاطر علم دین پیدا کرو

تعلیم ہی سے دینی انقلاب ممکن ہے

اسلام کامل ضابطہ حیات ہے

جامعہ ربانیہ معصوم شاہ روڈ ملتان میں آج صبح ایک تعارفی تقریب منعقد ہوئی جس میں ارکان مجلس ربانیہ اور دیگر معززین شہر نے شرکت فرمائی مجلس ربانیہ کے سرپرست حضرت مولانا فیض احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کامل ضابطہ حیات ہے اس پر عمل کرنے سے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ دنیا میں اس وقت جس قدر بھی نظام جاری ہیں۔ وہ غیر مکمل اور ناقص ہیں۔ اسلامی نظام ہی انسانی فلاح کا ضامن ہے۔ اور تعلیم ہی کے ذریعہ دینی انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے۔ اور اسلامی اخلاق کو بھی تعلیم ہی کے ذریعہ عام کیا جاسکتا ہے۔

مولانا نے کہا کہ حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ موجودہ نظام تعلیم کو تبدیل کرے موجودہ نظام تعلیم غلامی کی یادگار ہے۔ جسے اب برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان کے ہر بہی خواہ کا یہ فرض اولین ہے۔ کہ وہ ایسے اداروں کی حوصلہ افزائی کرے جو دینی اور دنیوی نظام تعلیم اور اخلاق و تربیت کا خیال رکھتے ہوں۔ تاکہ آئندہ نسل صحیح معنوں میں ملک وملت کی بہترین خدمت سرانجام دے سکے۔

حاجی امیر الدین صدر مجلس ربانیہ اور شیخ یعقوب نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔ اور جامعہ کے حالات و کوائف پیش کئے۔

آئندہ سال عربی مدارس کے فارغ تحصیل طلباء کے لئے ایک کلاس جاری کی جائے گی۔ دو سال کی مدت میں میٹرک تک کی تعلیم دی جائے گی۔

محمد یعقوب ناظم جامعہ ربانیہ ملتان

امریکہ کی تخریبی کاروائیاں

مولانا عبدالقادر آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن بہاولپور نے ایک اخباری بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کے ہتھکنڈے اب انسانیت کے لئے ناقابل برداشت بنتے جارہے ہیں۔ اور امریکہ اپنے فریب کار محکمہ سی۔ آئی۔ اے کی زیر زمین سرگرمیوں کا مرکز و محور آج کل مسلم ممالک کو بنا کر صلیبی جنگوں کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ نائیجیریا کے عظیم مبلغ اسلام شمالی نائیجیریا کے وزیر اعظم تفاوا بلیوا اور وفاقی وزیر اعظم کا قتل انڈونیشیا کا موجودہ بحران، فلسطین، عدن، اریٹیریا، قبرص اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے سلسلہ میں معاندانہ رویہ پاکستان میں علاقائی عصبیت کے ناپاک خیالات کی پرورش اسی محکمہ کی کارکردگی کا شاہکار ہیں۔ ان مذموم حرکات کے حصول کے لئے یہ محکمہ عیسائی مشنری ورکروں۔ کالج کے طلباء اور دوسرے ذی فہم لوگوں کو امریکی ڈالروں کی .... روشنی دکھا کر جال میں پھنساتا ہے۔ اگر حکومت پاکستان نے ان مختلف طبقات خصوصاً غیر ملکی عیسائی مشنریز جن کے بارہ میں انٹرنیشنل رپورٹوں کو سامنے رکھ کر .... اب شک وشبہ کی گنجائش ہی ختم ہوگئی ہے۔ کہ یہ تمام ملکوں میں عیسائی ملکوں کے لئے جاسوسی اور تخریبی کا کام کرتی ہیں پابندی نہ لگائی گئی۔ تو اس ملک کے انتشار میں مبتلا ہوجانے کا خطرہ ہے۔

عظیم مسلم مشنری ورکر جناب میلکم ایکس کی شہادت امریکہ کے دامن پر بدنما داغ ہے۔ اور اب امریکہ کے عظیم مسلم رہنما محمد علی کلے عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن کے سلسلہ امریکہ شرمناک کردار سرانجام دے رہا ہے۔ اخیر میں حکومت پاکستان سے اپیل کرتے ہوئے مولانا آزاد نے کہا کہ ہماری حکومت کو چاہیئے کہ وہ محمد علی کلے کے بارہ میں اپنا رسوخ استعمال کرکے اس مجاہد اعظم جو امریکی استبداد کے مقابلہ میں خدائے وحدہ لاشریک پر توکل کرکے ڈٹ گیا ہے۔ امریکی ظلم سے نجات دلائے۔

لائلپور میں

مبلغین مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا اجلاس

لائل پور۔ ۱۲ مئی بروز جمعہ مبلغین مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس زیر صدارت امیر مرکزیہ مولانا محمد علی صاحب جالندھری مدظلہ منعقد ہوا جس میں تبلیغی سرگرمیوں میں اضافہ اور مرزائیوں کی بڑھتی ہوئی جارحانہ حرکات کا جائزہ لیا گیا۔ آخر اجلاس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں

قرار داد اول

مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مبلغین کا یہ اجتماع اعلان کرتا ہے۔ کہ مرزائی ختم نبوت کے انکار اور توہین انبیاء علیہم السلام کے باعث .... دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور شریعت اسلام کے پیش نظر حرمین شریفین (مکۃ المکرمہ۔ مدینۃ المنورہ) میں داخل نہیں ہوسکتے گزشتہ حج کے ایام میں چوہدری ظفر اللہ خان مرزائی مع چند مرزائیوں کے حرم کعبہ میں تخریب اسلام کی غرض سے داخل ہوئے۔ اور وہاں اپنا لٹریچر تقسیم کیا۔ یہ اجتماع مملکۃ السعودیہ کے فرمانروا جناب شاہ فیصل سے احتجاج کرتا ہے۔ کہ آئندہ کے لئے حجاز مقدس میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے۔

قرار داد ثانی

پاکستان کے طول وعرض سے دفتر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان (ملتان) میں متواتر اطلاعات پہنچ رہی ہیں۔ کہ مرزائی بازاروں کچہریوں، لاریوں، ریلوے سٹیشنوں اور عوام الناس کے گھروں میں اسلام کے خلاف توہین آمیز لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں۔ مرزائیوں کے اس مذموم فعل سے مسلمانوں کے دلوں میں مرزائیوں کے خلاف اشتعال اور نفرت بڑھ رہی ہے۔ اور ملک بھر میں نقص امن کا خطرہ لاحق ہورہا ہے۔

یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ مرزائیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی عائد کرکے ملک میں امن کو برقرار رکھا جائے

تذکرہ خوشنویساں

★ زیر تالیف: سید نفیس الحسینی

۱۔ اگر آپ کے آباؤ اجداد میں کوئی خوشنویس گذرے ہوں براہ کرم ان کے مختصر حالات تحریر کریں۔

۲۔ اگر آپ کے پاس پاک وہند کے قدیم خوشنویسوں کے قطعات، خوشخط قرآن پاک اور قلمی کتابیں بخط نسخ، نستعلیق و ثلث موجود ہوں تو ان کے اختتامیے پر کاتب مخطوطہ کی طرف سے جو عبارات مندرج ہوں وہ نقل کرکے ارسال کریں۔ اگر کاتب مخطوطہ کے کچھ حالات بھی آپ کو معلوم ہوں تو تحریر فرمائیں نیز کتاب اور مؤلف کتاب کا نام بھی تحریر فرمائیں۔ خط وکتابت اس پتے پر کریں:۔

سید انور حسین نفیس رقم

"دفتر کتابت" ۸۸۔ میکلوڈ روڈ۔ لاہور

تبلیغی جلسہ

مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم ملتان کے زیر اہتمام مورخہ ۲ رجون بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد جدید کہروڑپکا میں ایک تبلیغی جلسہ ہوگا جس میں مولانا قاری عبدالحی صاحب عابد لائلپوری، مولانا منظور احمد شاہ کہروڑی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور، مولانا عبدالمجید صاحب شاکر خطیب اعظم کہروڑپکا خطاب فرمائیں گے

(محمد رمضان ملتانی مہتمم مدرسہ ہذا)

بقیہ : اداریہ

غلط، متعصبانہ اور انصاف کے تقاضوں سے قطعی بعید ہے اور صدر ناصر اسے ٹھکرانے میں ہر طرح حق بجانب ہیں — وزیر خارجہ مصر نے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ ہم ہر دھمکی سے بے نیاز ہو کر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ غزہ سے اقوام متحدہ کی امن فوج کے نکل جانے کے بعد کسی کو اس علاقے کے نظم و نسق میں دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہیں رہا۔ اور اگر اسرائیل کے کسی جہاز نے آبنائے طیران میں داخل ہونے کی کوشش کی تو مصر اسے ہر حالت میں روکے گا۔ اسی طرح اگر امریکہ یا کسی اور ملک نے اسرائیل کے لئے جنگی سامان بھیجا تو مصر اسے معاندانہ اقدام تصور کرے گا — یہ آبنائے بین الاقوامی نہیں بلکہ متحدہ عرب جمہوریہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر اس آبنائے میں اسرائیل کا کوئی جنگی جہاز داخل ہوا تو ہم اسے جارحانہ اقدام تصور کریں گے۔

بہر حال مصر کا مؤقف اس درجہ صحیح ہے کہ مغربی سامراج کے علاوہ تمام دنیا کی رائے عامہ نے اس کی تائید کی ہے حتیٰ کہ شاہ فیصل نے مصر سے اپنے اختلافات کے باوجود مصر کے رویئے کو سراہا اور اپنے بیان میں بہانگ دہل یہ اعلان کیا ہے کہ ہمارے دونوں بھائیوں کے اختلافات مشترکہ خطرے کے خلاف شانہ بشانہ کھڑے ہو کر جنگ کرنے میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ اس جنگ میں جو اپنے کو الگ رکھے گا وہ عرب کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔ پاکستان نے بھی اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس نازک اور سنگین آزمائش میں اپنے عرب بھائیوں کا پورا پورا ساتھ دینے کا اعلان کیا ہے۔ صدر ڈیگال نے بھی امریکی و برطانوی مؤقف کی خاطر خواہ پذیرائی نہیں کی۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ اس سلسلے میں اس حد تک برطانیہ اور امریکہ کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہیں جہاں تک وہ اسے لے جانا چاہتے ہیں — اس کے برعکس روس اور چین نے متحدہ عرب جمہوریہ اور شام کی پوری پوری امداد کا اعلان کر کے اور ان پر کئے گئے حملے کو اپنے خلاف حملہ قرار دے کر صورت حال کا رخ بدل دیا ہے۔ پس اس وقت اسرائیل کی حمایت کا قراقر اگر کسی کے پیٹ میں اٹھ رہا ہے تو وہ فقط جانسن یا ولسن ہیں اور محسوس یوں ہوتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ نے عربوں کے معاملے میں شرم کو گھول کر پی لیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ برطانیہ اور امریکہ کو اس پر تو بڑا غصہ آ رہا ہے کہ مصر نے خلیج عقبہ کو کیوں بند کر دیا۔ مگر اسرائیل کی جارحانہ کارروائیوں پر نہ واشنگٹن نے کوئی ردِ عمل دیا اور نہ لندن نے۔ مصر نے بلاوجہ خلیج عقبہ کو بند نہیں کر دیا۔ بلکہ واضح مجبوری کے پیشِ نظر اس کو یہ قدم اٹھانا پڑا ہے — امریکہ کے اندر اگر رائی برابر انصاف اور حیا کا وصف ہوتا تو اسے اسرائیل پر غصہ آنا چاہئے تھا جس نے بلا کسی وجہ کے پورے مشرقِ وسطیٰ بلکہ ساری دنیا کو جنگ کے کنارے لا کھڑا کیا ہے مگر ایسا نہیں ہوا اسے غصہ آیا تو صرف مصر پر جس نے محض دفاعی مجبوریوں کی بنا پر قدم اٹھایا ہے — بہر حال ہمارے خیال میں امریکہ نے یہ رول ادا کر کے اپنے چہرے کی سیاہی میں اضافہ ہی کیا ہے اور عالمی عوامی رجحان کے خلاف قدم اٹھا کر اس نے اپنی عزت و شہرت کو جو پہلے ہی برائے نام رہ گئی تھی، ناقابلِ تلافی گزند پہنچایا ہے اور انشاء اللہ اسے اس میدان میں منہ کی کھانی پڑے گی۔

ہماری دلی آرزو ہے۔ کہ اسرائیل کے ناسور کو بہر حال عربوں کے قلب سے کاٹ کر اور کھرچ کر نکال باہر کرنا چاہئے۔ اور اگر اسے مزید پنپنے کا موقع دیا گیا تو یہ اپنی موت کو قریب تر لانے کے مترادف ہوگا — اس لئے اگر اس موقع پر جنگ ہو جائے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں آر یا پار اب ہو ہی جانا چاہئے۔

دنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے
یا تختہ جگہ آزادی کی یا تخت مقام آزادی کا

ہم مشرقِ وسطیٰ کے مرد آہن اور موجودہ دور میں عرب دنیا کے نامور سپوت صدر ناصر کے اقدام کی مکمل تائید و حمایت کرتے ہیں۔ اور انہیں یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر جنگ کا مرحلہ آگیا تو پاکستانی عوام میدان جہاد میں اپنے عرب بھائیوں کے دوش بدوش لڑیں گے۔ اور کسی طرح ان سے پیچھے نہیں رہیں گے۔

آخر میں ہماری دعا ہے۔ کہ اسلام کا بول بالا اور دشمنانِ اسلام کا منہ کالا ہو۔ اللہ تعالےٰ عربوں کی اپنے دستِ غیب سے امداد فرمائے۔ ان کی مشکلیں آسان کرے اُن میں اتحاد و اتفاق پیدا فرمائے، اُن کے عزائم میں برکت دے اور اُن کے دشمنوں یہود و نصاریٰ کو خائب و خاسر کرے

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

جامعہ عربیہ تعلیم الابرار ملتان میں

مفتی محمد شفیع صاحب کا خطاب

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان نے جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان میں طلبہ کے ایک اجتماع سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اساتذہ اور کتب کا ہمیشہ ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے بعض طلبہ کے دل میں اساتذہ کی قدر و منزلت نہیں ہوتی اور نہ ہی انہیں اپنی کتب کا احترام پیش نظر ہوتا ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ مدرسہ تعلیم الابرار ہے۔ اور آپ کے لئے نیک فال ہے۔ انہوں نے کہا کہ صالحین کے تین درجے ہیں ابرار، مقربین بالاعمال، مقربین بالاموال

انہوں نے طلبہ کو تلقین فرمائی کہ آپ ہمیشہ سادگی کو اپنا شعار بنائیں اور ظاہری بناوٹ، سجاوٹ سے احتراز کریں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا اور آخرت میں صرف وہی آدمی عزت و عظمت کے لائق ہے جو علم دین سیکھ کر اپنی زندگی اس کی اشاعت کے لئے وقف کر دے علم دین بزرگوں اور نیک افراد سے حاصل کرنے سے اپنا رنگ ضرور ظاہر کرتا ہے۔ مفتی صاحب نے مدرسہ تعلیم الابرار کے طلبہ کا امتحان بھی لیا اور انہوں نے مدرسہ کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار فرمایا۔ اور کامیاب طلبہ کو مدرسہ کی طرف سے انعامات دئیے۔

اختتام پر مدرسہ کے مہتمم مولانا ابوالحسن قاسمی نے مفتی صاحب کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ اور انہیں اس امر کا یقین دلایا کہ مدرسہ کے طلبا اور اساتذہ ان کی ہدایات اور ارشادات پر پوری طرح عمل کریں گے۔

(سیکرٹری شعبہ نشر و اشاعت)

مدرسہ حفظ القرآن بستی کھوکھراں رحیم یار خاں کا

سالانہ جلسہ

مورخہ ۱۰ ؍ ۱۱ ؍ جون بروز ہفتہ، اتوار ہو رہا ہے جس میں مشہور علماء کرام کے علاوہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی بھی تشریف لا رہے ہیں۔

(حافظ عبدالرحمٰن)

بقیہ: خداوندِ عالم کا ۔ ۔ ۔ ۔

کائنات کے ہر گوشہ کے لئے یکساں حیثیت رکھے! مساوات عالم اور اخوت ہمہ گیر کا مظاہرہ کر دکھائے اور نتیجہ یہ نکلے۔ کہ دین حق صرف تعلیم قرآن ہی میں منحصر ہو کر رہ جائے اور مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا کے بعد وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ اور وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ۔ پہلی کتابوں اور سابقہ شریعتوں اور پہلے سب دینوں کو منسوخ قرار دے دیا چنانچہ جس طرح مادیات کی یکتا اور بینظیر ہستی آفتاب عالم تاب کے منصۂ شہود پر آجانے کے بعد نجوم کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے آنے کے بعد کسی نبی، قرآن کے بعد کسی کتاب اور اسلام کے بعد کسی دین کی ضرورت باقی نہیں رہتی

بقیہ: برگِ سبز

گذشتہ سال ۱۴ ر محرم ۱۳۸۵ھ کو ہم لوگ سیدی الوالد الماجد رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کی رحلت کے صدمہ سے دو چار ہوئے تو حضرت مرحوم نے بطور تعزیت کے یہ عنایت نامہ ارسال فرمایا مکتوب خوشخطی کا ایک نمونہ ہے اور مضمون شفقت کی اپنی آپ مثال — جس کی نقل درج ذیل ہے۔

احقر محمد شفیع عفی عنہ، از سرگودھا

عزیز محترم جناب قاضی صاحب سلمہٗ

سلام مسنون! سانحۂ جانکاہ حضرت مخدوم کا ناقابلِ تلافی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خطوط سے یہ تعزیت نہیں ہو سکتی۔ چونکہ عرصہ تین ماہ سے احقر مریض ہے ضعف بدرجۂ کمال ہے۔ اسی خیال میں خط میں دیری ہوئی کہ خود حاضر ہو کر عزیزوں کی دلجوئی کروں مگر کمزوری بڑھتی گئی۔ اب جب کہ اتنا لمبا سفر ناممکن معلوم ہوا تو بامر لاچاری عریضہ لکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ حضرت مخدوم کو اعلیٰ علیین میں رکھے اور عزیزان کو صبر و استقامت بخشے۔ والسلام

سید الاتقیاء، اسوۃ الصلحاء حضرۃ مولانا حبیب اللہ مہاجر مدنی مدظلہ العالی کا

مکتوبِ حبیب

حامداً و مصلیاً۔ سیدی و سندی راس الاتقیاء حضرۃ الشیخ الحاج الحافظ مولانا حبیب اللہ صاحب متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ الشریفہ کا مکرمت نامہ پیش نظر ہے جس میں آپ نے صراحت فرمائی ہے کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کسی کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان کی طرف سے کسی کو مجاز طریقت قرار دیں، اس کی وجہ دراصل اس غلط فہمی کا ازالہ مقصود ہے کہ کچھ عرصہ سے سننے میں آرہا تھا کہ فلاں بزرگ نے فلاں صاحب کو حضرت اقدسؒ کی طرف سے مجاز قرار دیا ہے۔ حالانکہ اصولاً کسی کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دوسرے بزرگ کی طرف سے کسی کو مجاز قرار دے، بیشک اس بات کا انہیں پورا پورا حق حاصل ہے کہ تعلیم و تربیت کے بعد کسی کو اپنا مجاز قرار دیں۔ اس سلسلہ میں بعض نے یہ زیادتی کی کہ حضرت برادرِ معظم و مکرم مدظلہ العالیہ کا نام بھی لے لیا گویا انہوں نے بھی اس کی تصدیق و توثیق کی ہے۔ سو اس سلسلہ میں برادر عزیز مولانا الحاج حافظ حمید اللہ صاحب زید مجدہٗ نے حضرت اقدس موصوف سے وضاحت چاہی جواب باصواب حاضر خدمت ہے۔ یہاں ایک اور بات کا ذکر کرنا ازبس ضروری ہے وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف انتقال فرماتے ہی ملک کے مختلف گوشوں سے مدعیانِ خلافت کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اس میں بعض ستم ظریف اس درجہ عیار واقع ہوتے تھے کہ بعد از تحقیق معلوم ہوا کہ ان کو مرحوم و مغفور حضرت اقدس کی ہیئت و سراپا تک معلوم نہیں، نہ ہی انہوں نے کبھی مسجد و مدرسہ لاہور شیرانوالہ یا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت تک کی، اور ان کے مبلغ علم و تقویٰ اور تربیت روحانی و اخلاقی کا حال تو ان کے ادعائے خلافت و مجاز طریقت کی دروغ گوئی سے ظاہر ہے۔ اسی لئے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری زمانہ میں ایک مصدقہ نقل اپنے خلفائے مجاز کی ہمیں مرحمت فرمادی تھی جو "خدام الدین" "شیخ التفسیر نمبر" "ملفوظات طیبات" "مردِ مومن" اور "انوارِ ولایت" وغیرہ نیز مختلف اخبارات و رسائل میں بار بار طبع ہو چکی ہے سو اس کے بعد اب قیامت تک نہ تو اس میں کمی ممکن ہے نہ اضافہ۔ لہٰذا قارئین خدام الدین اور پرسانِ حال احباب سے گذارش ہے کہ ایسے شاطر، بہروپیا حضرات سے باخبر رہیں اور اگر کبھی ایسی صورتِ حال سے دوچار ہوں تو کم از کم ہمیں ضرور مطلع فرمائیں عنایت ہو گی! وما علینا الا البلاغ۔

سیہ کار انور عبید اللہ انور مدرسہ قاسم العلوم لاہور ۹ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ ۲۰ رمئی ۱۹۶۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

حبیب اللہ ۔ ازمکۃ المکرمہ

برادر عزیز مولوی حاجی حافظ حمید اللہ سلمکم اللہ تعالیٰ

سلام مسنون ۔ مزاج شریف ۔ الحمد للہ رب العالمین بخیر ہوں ۔ اللہ کرے کہ آپ بھی بمع جمیع متعلقین بخیر ہوں آمین ۲۶ر اپریل ۱۹۶۷ء کا محررہ خط ملکر کاشف حالات محررہ ہوا۔ جس دن سے آپ گئے تھے۔ دل کو انتظار تھا۔ کہ وصولی کی اطلاع ملے۔ شیخ رشید فارسی بھی اکثر وبیشتر پوچھتے رہتے تھے۔ خط آنے سے الحمد للہ انتظار رفع ہو گیا۔

یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ مغفور لہا اعلیٰحضرت قبلہ ابا جان رحمتہ اللہ علیہ رحمتہً واسعۃً کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسا جامع کمالات بنایا تھا کہ انکی نظیر پھر شاید صدیوں میں پیدا ہو۔

ہزارہا لوگوں نے تفسیر قرآن پاک اور علوم ظاہرہ کی ان سے تکمیل کی خلق کثیر نے ان کے روحانی فیوض و برکات سے اکتساب فیض کیا۔ اور روحانی تربیت کرائی۔ تبلیغی جلسوں میں شرکت کیلئے سفر اور تصنیف و تالیف کا شغل اسکے علاوہ تھا۔ اور ملاقات کرنے والوں کا ہجوم الگ ان کو گھیرے رہتا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ وہ سب کام کس طرح نباہ گئے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

ان کی نظر کیمیاء اثر جن سعداء پر پڑی وہ بہت کچھ سدھر گئے سنور گئے بہت سوں کی تکمیل کر کے انہوں نے اجازت دی کہ اللہ کا نام دوسروں کو بھی بتائیں۔ جن میں استعداد و قابلیت دیکھی۔ بہت لوگوں کو اللہ۔ اللہ کرنا بتایا۔ ان کے نفع کیلئے۔ لیکن انکو آگے بتانے کی اجازت نہیں دی۔ نہیں استعداد و قابلیت دیکھی ہوگی۔ ایسی ناقص استعداد کے لوگ اگر کبھی اتفاق سے حرمین الشریفین میں آگئے۔ تو وہ لطائف الحیل سے از حد کوشش کرتے ہیں کہ میں ان کو حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے نیابتہً اجازت دیدوں۔ آپ خود غور فرمائیں مجھ کو اسکا کیا اختیار ہے۔ کہ میں حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے کسی متوسل کو بیعت کرنے کی اجازت دوں۔ آج تک میں نے کسی کو اجازت نہ دی ہے۔ اور نہ آئندہ کسی کو اجازت دینے کا ارادہ ہے۔ یہ میرا قطعی فیصلہ ہے۔ آپ اور برادر عزیز مولانا عبید اللہ انور سلمہٗ اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر رہیں اگر کوئی افواہ آپ تک پہنچے تو آپ تردید کردیں۔

عزیزہ زاہدہ بی بی۔ عزیزہ رقیہ بی بی سلمہا۔ عزیزی سعید اللہ سلمہٗ۔ عزیزی مریم بی بی سلمہا۔ عزیزی حلیم اللہ سلمہٗ کو سلام مسنون و پیار۔ برادر عزیز مولوی عبید اللہ انور سلمہٗ، اسکی اہلیہ اور بچوں کو سلام مسنون۔

تمام حضرات پرسان حال و احباب کرام کو سلام مسنون۔ والسلام مع الاکرام

یوم الخمیس۔ ۲۵ر محرم الحرام ۱۳۸۷ھ ۴ر مئی ۱۹۶۷ء

۲ ؍ جون ۱۹۶۷ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ ؍ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱۔۲۴ مورخہ ۷ ؍ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۷۶۴۸-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ ؍ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M.2/۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ ؍ مارچ ۱۹۶۷ء

حسنِ کلام

مضطر گجراتی، بی، اے

امیروں میں امیر اچھے، غریبوں میں غریب اچھے
مگر ان سے کہیں بڑھ کر اخوت کے نقیب اچھے

یہ دنیا ہے، یہاں بنتی ہیں جانکاہی سے تقدیریں
نہیں ہوتے کبھی باتوں سے قوموں کے نصیب اچھے

خلوصِ گفتگو لب میں، نہ سوزِ آرزو دل میں
مری دنیا کو یا رب تو نے بخشے ہیں خطیب اچھے

جہاں انساں کے خوابیدہ قویٰ بیدار ہو جائیں
حصارِ عافیت سے وہ مقاماتِ مہیب اچھے

بڑی شے ہے جسے کہتے ہیں ذہن و لب کی آزادی
وہ اپنی دولت اپنے پاس رکھیں، ہم غریب اچھے

مہ و انجم سے اونچا رہ چکا ہے آشیاں اپنا
کبھی ہم بادیہ پیما بھی رکھتے تھے نصیب اچھے

بہر لحظہ وغا کے سائے گہرے ہوتے جاتے ہیں
کئے ہیں امن کے پیدا یہ مغرب نے نقیب اچھے

ہم اپنی پرسشِ غم آپ ہی کرنے کی خو ڈالیں
کسے ملتے ہیں یارو اس زمانے میں حبیب اچھے

یہ تسکینِ نظر، یہ دلنشیں جلوے، یہ تنہائی
ہمیں رہنے دو، ہم ان ریگزاروں کے قریب اچھے

تکلف برطرف، تاریخِ عالم خود بتا دے گی
جوانانِ ہلال اچھے کہ پیرانِ صلیب اچھے؟

صدا "لَا تَقْنَطُوْا" کی آ رہی ہے کان میں اب بھی
دن آئیں گے ہماری زندگی کے عنقریب اچھے

مری عظمت نہیں بھولے مری بیگانگی پر بھی!
مجھے لندن سے غرناطہ کے آثارِ غریب اچھے

قلم جن کا ہے تہذیبِ حرم کا ترجماں مضطرؔ
مری دانست میں وہ شاعر اچھے، وہ ادیب اچھے

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا